زخم اُجالوں کے

شعیب جاذب

جاپان اور چین کے ہائیکو نگاروں نے سترہ Syllables کا پیٹرن (Pattern) مروج کیا جسے اقوامِ عالم کے مشاہیر ہائیکو نگاروں نے کشادہ دلی سے اپنایا۔

غزل میں شاعر مافی الضمیر پیش کرنے کے لیے دو مصرعوں پر اکتفا کرتا ہے لیکن ہائیکو میں شعری اظہار تین چھوٹے بڑے مصرعوں میں ہوتا ہے۔

بقول ڈاکٹر محمد امین ہائیکو کے تین دبستان ہیں۔

1 کلاسیکی دبستان۔

2 ہائیکی گو دو دبستان۔

3 سے سین سوئی دبستان۔

راقم الحروف نے تینوں شعری دبستانوں کا تتبع کیا ہے۔ میرے ہائیکو کے مجموعے تین ہزار سے زائد ہائیکو پر مشتمل ہیں 1- زخم اجالوں کے۔2- خوشبو کی زنجیر 3- روشنیوں کے پیڑ 4- اجلے چہرے کالے دل۔ جن میں مختلف موضوعات ہیں۔

متصرح

شعیب جاذبؔ

(مجموعہ ہائیکو)

شعیب جاذب

اظہار سنز
19۔ اردو بازار لاہور فون: 7230150
ہیڈ آفس: 9۔ ریٹی گن روڈ لاہور فون: 7220761
E-mail: izharsons_2004@hotmail.com
www.izharsons.com

ضابطہ

OOO

نام کتاب ____________ زخم اجالوں کے

شاعر ____________ شعیب جاذبؔ

کمپوزنگ ____________ یونس خان بزدار

تاریخِ اشاعت ____________ دسمبر 2007ء

سرورق ______ علی اعجاز نظامی آرٹسٹ وحید بلڈنگ ملتان

پرنٹرز ____________ اظہار سنز پرنٹرز۔ لاہور

☆☆☆

انتساب

اپنی بیٹی نازیہ فرزین کے نام
جسے اس کے خاوند اور بچوں سمیت
25 جون 2007ء کو دہشت گردوں
نے گوسفندوں کی طرح ذبح کیا۔

فہرست مضامین

درِ قرطاس (ہائیکو بالترتیب حروف تہجی)

یگانۂ فنون

ڈاکٹر ذکیہ نشاط زیدی (کراچی)

غزل ہو کہ نظم، قطعہ نگاری ہو کہ منقبت، نعت گوئی ہو کہ سہ حرفی، مثنوی ہو کہ ہائیکو یا دیگر فنونِ سخن شعیب جاذبؔ یگانۂ فنون ہے۔ گو ہائیکو نگاروں کی تعداد خاصی ہے لیکن مطبوعہ تصانیف معدودے چند۔ سہ ماہی قلم قبیلہ کوئٹہ۔ سہ ماہی گل بکف اسلام آباد، ماہنامہ انٹرنیشنل اوورسیز اسلام آباد اور ماہنامہ غنیمت لاہور کے ہائیکو نگاروں میں شعیب جاذبؔ کی ہمیشہ نمائندگی رہی ہے۔ اُن کے ہاں عمدہ تراکیب، الفاظ کا رکھ رکھاؤ، عربی لاحقوں کا اشتقاق ان کی دریافت نئے نئے افکار و استعارات اور ان کے ریشمی تار و پود بیلوں کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔

آئینے کے روپ
سبز دوپٹے کی لہروں سے
ہری ہری ہے دھوپ

شعیب جاذبؔ جدید لب و لہجے کے معروف شاعر ہیں جو تقریباً نصف صدی سے شعری کشت میں آبیاری کر رہے ہیں۔ انھوں نے غزل کی طرح ہائیکو میں بھی ہر قافیہ کو آزمایا ہے۔ ہائیکو نگاری میں ان کے ذاتی مشاہدات کا زیادہ عمل دخل ہے۔ یہ ہائیکو کے مضامین اور منظومات کے تن و بدن پر سمور، اطلس و کمخوابی و مخملیں پیرہن

سجاتے ہیں۔ ہائیکو کی مانگ میں خونِ جگر سے سیندور بھرتے ہیں۔ اس کے عارض پر گلگوں ابٹن سجاتے ہیں۔

منزل ہے دو گام   پنوں ہے غم ناک
بن باسی کو اپناتے ہیں   صحراؤں کی سسی کو
سیتا، چندر، رام   ڈھانپ گئی ہے خاک

☆☆☆

کوہِ برفانی   حیران ہے ارژنگ
چشمہ شیریں جوئے شیر   اتراتی ہے پانی پر
کڑوا ہے پانی   کائی ہریا رنگ

شعیب جاذبؔ میدانِ سخن میں امام بخش ناصح کی طرح شعر گوئی کے ہر پیچ و داؤ سے بخوبی واقف ہیں۔ یہ ہمیشہ گرمیٔ افکار سے سنگلاخ چٹانوں کو پگھلانے کے بھی عادی ہیں۔ فراوانی تخیل، فکری اپج و ندرت وجدت، کلام میں رفعت، اظہار و افکار میں گہرائی۔ گہرائی میں گیرائی۔ گیرائی میں عمق، عمق میں لعل و جواہر۔

کون موالی ہے   قدم قدم ابدال
لعل بکے ہیں بازاروں میں   گوری مچھلی پر پھینکیں گے
گدڑی خالی ہے   لوگ طلائی جال

جلوے ہیں بے باک
جسموں کی ہیں شمعیں روشن
ظلمت شب نمناک

بحرِ مسافت کم
لہروں کے ہمراہ چلی
کشتی چار قدم

شعیب جاذبؔ ہائیکو کے ہاتھوں پر شفقستان کی پسی ہوئی مہندی رچاتے ہیں۔

محفل اترائی
شاخ لب سے پھول جھڑے
خوشبو لہرائی

جاڑے کی سردی
حرص و ہوس کے دانتوں میں
کچی مونگ پھلی

☆☆☆

تیز شعاؤں میں
کتنے بگولے چکرائیں
گرم فضاؤں میں

سورج افتادہ
سوتا کالی چادر میں
بگڑا شہزادہ

کہنہ مشق شاعر کیف و سرور کے بحرِ بیکراں میں غوطہ زن ہو کر اشعار کے دُرِ ناسفتہ لاتے ہیں۔ ان کے اشعار میں جولانی طبع۔ زندگی کی حرارت وحدت۔ ان کے ہاں استعارات کے جزائر اور تلمیحات کے بڑے بڑے ذخائر موجود ہیں۔

دور بہت مکران
دروازے پر بیٹھا ہے
پردیسی مہمان

سوہنی کی الجھن
آوے میں پک جاتے ہیں
مٹی کے برتن

............☆☆☆............

شعیب جاذبؔ کی ہائیکو نگاری

پروفیسر مہر اختر وہاب

ہائیکو جاپانی سرزمینِ کی مقبول ترین صنفِ سخن ہے۔ یہ تین مصرعوں کی مختصر ترین نظم ہے جس کے تینوں مصرعے بحر کی غواصی کا تقاضا کرتے ہیں۔ اُردو اور دوسری پاکستانی زبانوں کے ساتھ ساتھ سرائیکی شعراء نے بھی ہائیکو کی صنف شعر پر کامیاب طبع آزمائی کی بلکہ اِسی کے زیرِ اثر سرائیکی زبان میں ایک نئی صنفِ سخن ''سرائیکو'' کے نام سے لکھی جانے لگی اُردو ہائیکو کی مقبولیت کا ایک ثبوت معروف اور پختہ کار شاعر شعیب جاذبؔ کا یہ شعری مجموعہ ''زخم اجالوں کے'' ہے۔ جس میں جاپان کی اِس صنفِ سخن کی خوشبو کو اُردو کے رنگ و آہنگ میں پیش کیا گیا ہے۔

حسنِ نگر کا روپ	وہم رہے ہیں کانپ
قصرِ شاہی یخ بستہ	رہ کر تنگ پٹاری میں
تاج محل میں دھوپ	پیلے پڑ گئے سانپ

''زخم اجالوں کے'' اُردو ہائیکو کے مجموعوں میں ایک خوشگوار اضافہ ہے۔ یہ ایک ایسے معتبر شاعر کی تخلیقی کاوش ہے جس کا شعری سفر ''نصف صدی کا قصہ ہے، دو چار برس کی بات نہیں''۔

ہر سو حسن دریغ
بچ کے نکلنا ہے ناممکن
حسن برہنہ تیغ

نکتہ ہے باریک
اجلے اجلے شہروں میں
آشوبِ تشکیک

شعیب جاذبؔ نے جاپانی صنفِ سخن ہائیکو میں روحانی تجربات کو بھی خوبصورتی سے پیش کیا ہے۔ تصوف اور روحانیت اُردو فارسی شاعری کی شریانوں میں خون کی طرح موجود ہے۔

چھوڑو سب سج دھج
من درپن میں پہلے جھانک
ساری دنیا تج

نکلا من سے کھوٹ
لوہا بھی مُڑ جاتا ہے
جب پڑتی ہے چوٹ

ہائیکو موسموں کی شاعری ہے، پھولوں، پرندوں اور فطرت کے سبھی رنگوں کی شاعری ہے۔ ہائیکو انسان اور فطرت کے درمیان ایک مکالمہ ہے جو تہہ در تہہ معنویت کی حامل ہے۔ شعیب جاذبؔ نے ہائیکو کے مزاج کو اُردو میں بڑی کامیابی سے برتا ہے۔

کوئی کنکر ڈال
کتنا گہرا ہے قلزم
ناپ ذرا پاتال

ساون کے بادل
کھیت میں پیلی سرسوں کے
لہراتے آنچل

☆☆☆

یادیں ہم آہنگ | تیر گیاں بے کل
یاقوتی ہونٹوں پر ہیں | گونج جلائے راتوں کو
قوس قزح کے رنگ | آہوں کی مشعل

شعیب جاذبؔ کی ہر ہائیکو میں عصری لہجے کی گونج کے ساتھ ساتھ روایت کی بازگشت بھی نمایاں ہے۔ وہ ادب کو زندگی کا حلیف سمجھتے ہیں۔ اسی لیے ان کی شاعری، فطرت کا مطالعہ، وارداتِ قلبی کے ساتھ ساتھ انسانی زندگی کے تجربات و مشاہدات کی پیش کش کا وسیلہ بھی ہے۔ غزل کے اسلوب نے ان کے ہاں ایک رومانوی لے ضرور پیدا کی ہے۔ مگر وہ تلخ معاشی و معاشرتی حقائق سے صرفِ نظر نہیں کرتے۔

قرضہ سے پر پیچ | قدم قدم محتاج
بچے دودھ کو ترسیں گے | کھلیانوں کو ترسے ہاری
بھینس اگر دی بیچ | غائب جنس اناج

☆☆☆

رہ پر بیچ لیا | دہقانوں کے راز
ترے شہر کے اک بھوکے نے | سوکھی روٹی ہاتھوں میں
گردہ بیچ دیا | منڈی میں ہے پیاز

شعیب جاذبؔ نے محبت اور فطرت کی متنوع کیفیات کو بڑے حسن اور قرینے کے ساتھ ہائیکو کے قالب میں ڈھالا ہے۔ مگر ان کی ہائیکو صرف منظر نگاری تک محدود نہیں وہ علامت اور اشارے سے ایک ایسی لطیف کیفیت کو ابھاتے ہیں جو

خارجی کائنات اور داخلی تجربات کو ہم آہنگ کر دیتی ہے۔

موسم ہے گستاخ
شاخوں پر مسرور
باد بہاری کاٹے گی
دانہ دُنکا چگتے ہیں
پھول کی سبجری شاخ
پلکوں کے طیور

☆☆☆

امن کے دعوے دار
صحرا روز اداس
آجاتے ہیں پنگھٹ پر
خالی بادل کی چھاگل
پانی کے سردار
اور بڑھائے پیاس

شعیب جاذبؔ کی ہائیکو لفظوں کی روانی سے جنم لیتی ہے اور قاری و سامع کو فطرت کے حسن سے معاشرتی بدصورتی کا منظر دکھاتی ہے۔ انھوں نے ہائیکو کے اجمال کو غزل کی ایمائیت سے ہم آہنگ کر کے اس صنف کو اجنبی نہیں رہنے دیا۔ یہی وجہ ہے کہ شعیب جاذبؔ کی ہائیکو نگاری قاری کے احساس کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔ بلاشبہ ہائیکو نگاری میں شعیب جاذبؔ قادر الکلام ہیں اور ان کا یہ مجموعہ بھرپور پذیرائی حاصل کرے گا۔

............☆☆☆............

شعیب جاذبؔ بحثیت ہائیکو نگار

پروفیسر قیوم علی طاہر گورنمنٹ کالج نواب شاہ۔

ہائیکو جاپان نژاد امپورٹڈ صنف ہے۔ جس کی جڑیں عالمِ اقوام میں ہیں۔

اس صنف کا سولہویں صدی عیسوی میں ماستو وباشو نے تعارف کرایا۔ جاپانی زبان میں لکھنے والے باشو۔ سوکان۔ بوشا۔ اونیت سورا۔ واکوستو۔ سونو جو۔ بوسن۔ ہیکی گودو۔ شواوشی۔ گوچی کو۔ سے ای سنسوئی۔ سانکی۔ سے ای شی۔ سوجو۔ موری تاکے۔ تائی گی۔ کیکاکو۔ کیتو۔ کویو جیسے معروف ہائیکو نگار شاعر ہیں۔ اُردو میں انیسویں صدی میں اس صنف کا چرچا ہوا۔ ہائیکو کے اربع عناصر ماتسو وباشو۔(Matsuo Basho)، یوسابسون(Yosa Busaon)، گوبایاشی،اسا(Koba Yashi Issa)، مساوکی شکی (Masa Oki Shiki) یہی چار شعراء تسلیم کیے گئے ہیں جنھوں نے عالمِ اقوام میں اس صنف کو متعارف کرایا۔

پاکستانی ہائیکو نگاروں نے بھی جاپانی ہائیکو نگاروں کے مشہور تصانیف کے منظوم تراجم کیے جو درج ذیل ہیں۔

نام ہائیکو نگار	نام مترجم	نام ہائیکو نگار	نام مترجم
شکی	محسن بھوپالی	رائیوتا	اقبال حیدر
رانس تسو	محسن بھوپالی	سوسیکی	اقبال حیدر

اونیت سورا	تابش دہلوی	شیراؤ	سحر انصاری
بوسوں	تابش دہلوی	کوساتاؤ	سحر انصاری
کیکاکو	حمایت علی شاعر	شیکی	حسب اکبر کمال
اِسا	حمایت علی شاعر	می ستسو	حسن اکبر کمال
چیوبو	ادا جعفری	ہاکیو	سرشار صدیقی
کیوشی	ادا جعفری	سوسیکی	سرشار صدیقی
کیورائی	راغب مرادآبادی	شواوشی	شاہدہ حسن
اِسا	راغب مرادآبادی	ہیکی گودو	شاہدہ حسن
بوسوں	جمیل نقوی	کیوشی	رسا چغتائی
ایشی	جمیل نقوی	کاکیو	رسا چغتائی
باشو	پیرزادہ قاسم	کیتو	خواجہ رضی حیدر
شیکی	صہبا اختر	کیتو	خواجہ رضی حیدر

ان کے علاوہ کلیم الدین احمد، فاطمہ حسن، جمال احسانی، انجم اعظمی جیسے عظیم شعراء نے جاپانی ہائیکو نگاروں کی مشہور کتابوں کے منظوم تراجم تو ضرور کیے لیکن اِن کی اپنی ہائیکو تصانیف بہت کم دیکھنے میں آئیں۔

جاپانیوں نے جمالیاتی پہلوؤں کو ہمیشہ آشکار کیا گیا ہے اور بطور علامت ان کی شاعری میں کیڑے، مکوڑے، مکھیاں، مچھر اور جھنگیروں کا بھی خصوصی پرچار کیا گیا۔ جس

میں جمالیاتی رنگ نکھارا گیا۔ لیکن ہمارے تخلیق کاروں نے اس صنف کی افادیت کو پسِ پشت ڈال دیا۔ صرف چند چہرے اخبارات ورسائل میں نظر آنے لگے۔

ڈاکٹر محمد امین، ناصر بشیر، بشیر سیفی، خاور اعجاز، نسیم سحر، کاوش پرتاب گڑھی، عباس رضوی رفیق سندیلوی، جاذب قریشی، شہاب صفدر، علی محمد قریشی جیسے لوگ اس صف میں شامل ہوگئے جن میں شعیب جاذب قابلِ ذکر ہیں۔

سچ پوچھئے تو ہائیکو کی صحیح تشکیل نہیں ہوسکی البتہ ہائیکو کی پہچان کے لیے تین مصرعے مقرر ہوئے جیسے اُردو شاعری میں 14 مصرعوں کی پابندی سانیٹ کے لیے لازم ہے۔ اسی طرح ہائیکو کے تین مصرعے۔ پہلا مصرع بے معنی ہوتا ہے۔ دیگر دو مصرعے آپس میں مطابقت رکھتے ہیں۔ جاپانی صنف میں مظاہر قدرت اور موسم کے رنگ تخلیقی اظہار کا جزو لاینفک بنتے ہیں مگر ہمارے ہائیکو نگار اس میں غزل کی طرح سماجی و معاشرتی۔ سیاسی ومذہبی۔ رومانوی واخلاقی رویوں کے روادار ہیں۔

شعیب جاذب نے بھی اسی روش کو اختیار کیا۔ ماہنامہ اوورسیز انٹرنیشنل اسلام آباد، ماہنامہ غنیمت لاہور، روزنامہ سعادت لاہور، سہ ماہی گل بکف اسلام آباد، سہ ماہی قلم قبیلہ کوئٹہ میں اپنے افکار کا اظہار جاپانی صنف میں پیش کیا لیکن تین مصرعوں میں مصرع اول میں دور کا واسطہ رکھا۔ دیگر دو مصرعوں میں ارتباط پیدا کیا اور اپنے فکری پیرہن کے لیے 5+7+5 ، 4+7+5 ، 4+6+4 اور دیگر کئی مترنم بحروں کو ایزاد کیا ان کے تتبع میں بڑے بڑے شاعر میدانِ سخن میں آئے اور اس صنف کی بوقلمونی کو

جمالیاتی رنگ میں ڈھالا۔ سیاسی وسماجی رویوں کو بھی بروئے کار لایا گیا۔ شعیب جاذبؔ ایک عرصہ سے انہیں رسائل میں ہائیکو نگار کی حیثیت سے نظر آتے ہیں۔ شعیب جاذبؔ نے ہائیکو میں جو رنگ اپنایا وہ گل رنگ اور جلترنگ ہے۔

چند ہائیکو نذرِ قارئین ہیں۔

آفت کی پڑیا
چگ کر پکتی فصلوں کو
اُڑ جاتی چڑیا

پیاس بجھے گی کیا
لوگ ڈبو دیں گے تجھ کو
دریا ہے گہرا

☆☆☆

دریا ہے زہراب
بین بجائی لہروں نے
پھنکاریں گرداب

ہیر بہت بے تاب
کیسے عدم نگر کو جائے
زہر ہوئی نایاب

☆☆☆

رین الاپ کرے
روزانہ اسٹیشن پر
ریل ملاپ کرے

ہاتھ رہے ہیں کانپ
پھولوں کی ٹہنی کے نیچے
خار آلودہ سانپ

☆☆☆

ذہن خبیث ملے
معنی بدل کے رکھ دیتے ہیں
جو بھی حدیث ملے

گھر گھر کا احداث
باپ مرا ہے جنگل میں
ملتی کیا میراث

☆☆☆

پائے گا مریخ
محوِ سفر ہے بھولا کتا
انساں کی تاریخ

دانتوں پر ہے ریخ
اُن کے دیس نکالے سے
طلب کریں مریخ

☆☆☆

سب بے کار نفوذ
شیطانوں کا جب ہو غلبہ
پڑھتے ہیں اعوذ

جہاں تو تعوذ ہے
وہیں ہے شہرِ عاشقاں
جہاں درِ نفوذ ہے

☆☆☆

ماضی کی دہلیز
محل سرا میں شاہوں کی
رنگ برنگ کنیز

تاج محل کیا چیز
خوب لتاڑی ماضی نے
چاہت کی دہلیز

☆☆☆

نسلوں کا آغاز
پھدک رہا ہے بھوری چھت پر
چڑیا کا دم ساز

کب بات ژاژ ہے
خوبرو آبی پرندہ
قاز و قاژ ہے

شعیب جاذب بحیثیت ہائیکو نگار

فردوس کوثر، نمل اسلام آباد

ہائیکو کی صنف اُردو شاعری کے ایوان میں نمایاں مقام حاصل کرنے کی سعی میں مصروف ہے۔ جب سے یہ صنف اُردو شاعری کی دنیا میں متعارف ہوئی ہے۔ تب سے بتدریج ارتقاء کے مراحل طے کر رہی ہے۔ غزل گو، نظم نگار، غرض سبھی اصناف کے شعراء ہائیکو نگاری کو بھی موردِ توجہ قرار دے رہے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب کے مصنف اور پر گو، غزل گو، مرثیہ نگار، منقبت نگار شاعر شعیب جاذبؔ بھی عہدِ حاضر کے ان ہائیکو نگاروں میں شامل ہیں جن کی تخیلاتی و فکری عرق ریزی سے ہائیکو جیسی صنف اپنی منزل کی طرف بڑھ رہی ہے۔

ہائیکو میں تین مصرعے ہوتے ہیں پہلے اور تیسرے مصرعے میں تین یا چار الفاظ ہوتے ہیں۔ جب کہ دوسرے مصرعے میں اس سے ایک دو الفاظ زیادہ ہوتے ہیں۔ یہ صنفِ سخن ہیئت اور موضوع دونوں لحاظ سے ایک بالکل الگ صنفِ سخن ہے۔ موضوعاتی تنوع کے باوجود اس میں غزل کی سی چاشنی اور نظم کی سی موضوعاتی وحدت پائی جاتی ہے۔

شعیب جاذبؔ کی زیرِ نظر کاوش ہائیکو کی مقبولیت کا ایک زینہ ہے۔ ان کے ہاں موضوعات کا تنوع ملتا ہے۔ ان کے ہاں اپنے اردگرد کی سماجی زندگی اور جدید ٹیکنالوجی سے متاثر زندگی کے رویوں پر طنز بھی ہے اور عشق و محبت کے الاؤ میں چپ چاپ جلنے

والے اہلِ دل شاعر کی دلی زلی فغاں بھی۔

شعیب جاذبؔ کے کلام میں ہمیں تلمیحات، استعارات، کنایات کے استعمال میں فنکاری بھی نظر آتی ہے اور مکتب عشق کے پروردہ کی سی ندی بھی کہیں کہیں جھلکتی ہے۔ اپنے بزرگان اور روحانی پیشواؤں سے عقیدت ومحبت کا کھلا عندیہ بھی ملتا ہے۔ اپنی اندرونی دنیا میں جھانکنے اور حقیقت کو پانے کی جستجو بھی ملتی ہے۔ متذکرہ بالا امور کی ترجمانی ان کے درج ذیل اشعار کرتے ہیں مثلاً :

خاکی میں اور آپ	وہ براھیم تھا
ہم تو اس کے پیرو ہیں	وقت کی آگ سے
جو مٹی کا باپ	جو یقیناً بچا

☆☆☆

خودسر ہیں موجود	رنگِ ترنم سے
شہرانا ہے یخ بستہ	جلتے ہیں گھربار بہت
توڑے کون جمود	برقِ تبسم سے

مختصر یہ کہ شعیب جاذبؔ کی زیرِ نظر تصنیف ہائیکو نگاری کے فروغ کے سلسلے میں یقیناً ایک قابلِ قدر کاوش ہے اور شاعری کے ذخیرے میں ایک نمایاں اضافہ ہے۔

............☆☆☆............

شعیب جاذبؔ کی ہائیکو نگاری

تحریر:۔ڈاکٹر مزمل حسین
گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج لیہ

یہ بات تو عام ہو چکی ہے کہ ہائیکو کی صنف جاپانی ادب کی معروف صنفِ نظم ہے اور یہ اُردو میں جاپانی ادب ہی سے براہ راست آئی ہے۔ ہائیکو کا نظام اوزان کیا ہے اور اُردو میں آ کر اس نے کون سی بحر اختیار کی ہے۔ اس کا جواب تو کوئی ماہرِ عروض ہی دے سکتا ہے لیکن یہ صنف اپنی ہیئت کے اعتبار سے مثلث ہے کیونکہ یہ تین مصرعوں پر مشتمل ایک ایسی مکمل، جامع اور مستقل نظم ہوتی ہے جو اپنے اندر خوب صورت تاثر کے ساتھ ساتھ ایک اچھوتی معنویت کا پتا بھی دیتی ہے۔

ہائیکو کا جو پہلا تاثر سامنے آتا ہے اور اس کا سرسری مطالعہ جس چیز کی خبر دیتا ہے وہ ''ماہیا'' سے مِلتی جلتی کوئی صنف ہے۔ ماہیا ہماری لوک شاعری کی مقبول ترین صنف ہے اور ہماری تہذیبی زندگی اور ہمارے تخلیقی مزاج سے وابستہ دیگر اصناف شعر مثلاً غزل، مثنوی، مرثیہ اور قصیدہ کی طرح ماہیا کا کردار بھی قابلِ توجہ ہے ماہیا ایک ایسی لطیف رومانوی صنف ہے۔ جس میں شاعر جو کہ اکثر نا معلوم ہوتا ہے اپنے لطیف اور کومل جذبات کی عکاسی بالکل بیانیہ انداز میں کرتا ہے اور یہ جذبات عام طور پر عشقیہ ہوتے ہیں۔

ہائیکو جو کہ ماہیا کے مزاج کے بہت نزدیک ہے اُس میں بھی عام طور پر لطیف عشقیہ جذبات کا اظہار کیا جاتا ہے۔اس طرح دیکھا جائے تو ''ہائیکو'' ماہیا کی روایت کے بہت قریب ہے۔اِسی لیے اُردو میں آتے ہی اس نے بہت جلد اپنی جگہ بنالی اور یوں لگا جیسے ''ہائیکو'' کا اُردو شعری روایت سے آج کا نہیں بلکہ صدیوں کا ساتھ ہے۔

ہائیکو کے حوالے سے تنقید اور تخلیق میں مسلسل کام جاری ہے۔ہمارے اکثر اُردو شعراء نے اِس صنف میں طبع آزمائی کی ہے اور اپنے اپنے انداز میں تخلیقی جوہر دکھائے ہیں لیکن جو تخلیقی اور فنی کو ملتا ہمیں شعیب جاذبؔ کے ہاں نظر آتی ہے وہ بہت کم شعراء کے حصے میں آئی ہے۔شعیب جاذبؔ جدید اُردو شاعری کا ایک معتبر نام ہے۔آپ کئی شعری مجموعوں کے خالق ہیں۔غزل،مرثیہ،نعت،نظم،رباعی اور اب ہائیکو آپ کہ پہچان ہیں۔شعیب جاذبؔ کی مادری زبان سرائیکی ہے اور ایک دنیا جانتی ہے کہ سرائیکی اپنی شیرینی،مٹھاس اور لطیف احساس کے ساتھ پاکستان کی دیگر علاقائی زبانوں میں سرِ فہرست ہے۔اِس زبان کا لوک ادب جاندار اور توانا ہے۔ماہیا، گیت،ٹپا،بگڑو،ڈوہڑا اور کافی اِس کی معروف اور مستند اصناف سخن ہیں۔بطورِ خاص ''ماہیا'' سرائیکی لوک ادب کی سب سے زیادہ پسند کی جانے والی صنف ہے۔ شعیب جاذبؔ کے ہاں جب ''ہائیکو'' نے تخلیق پائی تو اُس پر غالب اثر سرائیکی ماہیا کا ہی تھا۔یہی وجہ ہے کہ شعیب جاذبؔ کی ہائیکو نگاری کا طرزِ احساس بڑا نفیس ہے چند

ہائیکو دیکھئے :

تن من میلا ہے
پاگل قیس کے ہونٹوں پر
لیلیٰ لیلیٰ ہے

روشن آبی سیپ
تاباں لہر کی پلکوں پر
خوش فہمی کے دیپ

☆☆☆

عشق کے مندرے لا
رانجھا ہیر کے بیلے میں
گونجے بانسریا

جھیل کنارے آ
نرمل گالوں کو سہلائے
ٹھنڈی مست ہوا

شعیب جاذبؔ کے ان ہائیکوز میں استعمال ہونے والے موضوع سے گہری مناسبت رکھتی ہے۔ ہم نے آغاز میں لکھا ہے کہ اُردو ہائیکو پر ماہیے کے اثرات غالب ہیں اور ماہیے کی انفرادیت اُس کی لطیف زبان سے عبارت ہے۔ شعیب جاذبؔ نے اِس پہلو کو خاص طور پر سامنے رکھا ہے اور ان کے سارے ہائیکوز میں لطیف زبان ایک ایسا عنصر ہے جو اُنھیں اُردو ہائیکو کی تاریخ میں دیر تک زندہ رکھے گا۔

باشعور فنکار لفظوں کے استعمال کو خوب جانتا ہے اور ان لفظوں سے اپنے مطلوبہ معنی لینے کا گر بھی سمجھتا ہے۔ شعیب جاذبؔ نے اپنے ہائیکو میں بڑی اچھوتی لفظیات سے کام لیا ہے۔ کہیں کہیں ہندی طرزِ احساس سے مملو لفظیات کو ایک خاص پس منظر میں استعمال کیا ہے مثلاً :

گھونگھٹ ہے چپ چاپ
روشن گوہر سیپ

سکھیوں کو اُکساتی ہے
صرصر روز بجھاتی ہے

ڈھولک کی ہر تھاپ
کٹیاوں کے دیپ

☆☆☆

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ''ماہیا'' کا پہلا مصرع تیسرے مصرعے کے وزن، قافیہ اور ردیف کی تکمیل کے لیے لایا جاتا ہے اور اُس کا ''ماہیا'' کے موضوع سے کوئی خاص تعلق نہیں ہوتا۔ اِس طرح یہ پہلا مصرع اضافی سا دکھائی دیتا ہے مگر ہائیکو میں پہلے مصرع کا تعلق ہائیکو کے مجموعی موضوع اور مصرعوں سے ہوتا ہے۔ شعیب جاذب نے اِس بات کا خاص خیال رکھا ہے۔ اُن کے ہائیکوز کے تینوں مصرعے ایک مجموعی تاثر (فکروفن) کے ساتھ سامنے آتے ہیں ا،روہ جو بات کہنا چاہتے ہیں۔ اُس کا تعلق تینوں مصرعوں سے ہوتا ہے۔ یہ بات ہمیں شعیب جاذب کے فنی شعور کا پتا دیتی ہے۔

شعیب جاذب لوک ادب پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ اس بات کی دلیل یہ ہے کہ اُن کے ہائیکو میں آنے والے اکثر کرداروں، علامتوں، استعاروں، اشاروں اور تلمیحات کا تعلق لوک ادبیات سے ہے۔ یہاں یہ بات بھی کہنا ضروری ہے کہ ہائیکو کا بنیادی مزاج رومانوی ہے۔ اِس لیے اِس کی رومانیت کو زندہ رکھنے کے لیے باشعور فنکار ایسا ہی ماحول تخلیق کرتے ہیں۔ جس میں میں لوک داستانوں، رومانس کا طرزِ احساس غالب ہوتا ہے۔ شعیب جاذب کے ہاں ایسے متعدد ہائیکوز ملیں گے۔ جن پر لوک ادب کی چھاپ نظر آئے گی۔

لیلیٰ ہے درکار
قیس کے زخمی پاؤں میں
خاروں کی یلغار

سوہنی دریا میں
جوئے شیر میں ڈوبی شیریں
سسی صحرا میں

☆☆☆

چُپ آنکھوں کی سیپ
روشن ساپنوں کے سر پر
آشاؤں کے دیپ

خنداں کیکاؤس
چومے جس کے قدموں کو
خود تختِ طاؤس

☆☆☆

کوئی روک نہ ٹوک
سیتا جی کے کانوں میں
چندر کے اشلوک

دیوی دیکھے گی
نو من سر میں تیل پڑے گا
رادھا ناچے گی

اِن ہائیکوز کے مطالعے سے یوں لگتا ہے جیسے ہم کسی داستان کو پڑھ رہے ہیں۔شعیب جاذبؔ کا یہ کمال ہے کہ وہ اِس مختصر ترین قسم کی صنف میں ایک ایسے جامع ماحول کو تخلیق کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں جس میں کوئی طویل واقع پنہاں ہوتا ہے۔چونکہ شعیب جاذبؔ بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں اور غزل کی پہچان رمز و ایماں ہوتی ہے۔شعیب جاذبؔ نے اپنے ہائیکو میں بھی اِس وصف کو خوب برتا ہے وہ مختصر ترین الفاظ میں کسی بڑے واقعے اور کسی گہرے جذبے کو اظہار کی زبان و بیان کی قدرت رکھتے ہیں۔جس کا روشن نشان اُن کے یہ ہائیکوز ہیں۔

(۱، جولائی، ۲۰۰۷ء)

............☆☆☆............

زخم اجالوں کے۔ علمِ عروض کی کسوٹی پر

عقیل شید۔ آر۔ بی۔ ایم۔ اے۔ اُردو، ایم اے سیاسیات۔

اُردو زبان دنیا کی واحد زبان ہے جس کا دل بہت وسیع ہے جو دنیا جہان کی زبانوں کے الفاظ کو اپنے دل میں سمو لیتی ہے یہی حال اُردو نظم کا ہے جو عربی فارسی سے نظم کی مختلف اصناف غزل، مثنوی، رباعی، قطعہ، قصیدہ، مرثیہ، مسدس، مخمس واسوخت ریختی شہرِ آشوب ۔ سمط اور نظم معریٰ کا رواج اُردو میں انگریزی نظم Blank Verse کی پیروی سے ہوا۔ نظم معریٰ ردیف اور قافیہ کی پابندی سے مبرا ہے۔ اگر چہ یہ نظم کے روایتی اوزان بحروں ہی میں لکھی جاتی ہے۔ لیکن یہ مثلث، مربع، مخمس، مسدس کی شکل میں اس کا رواج نہیں ہے

شاعر ردیف قافیہ کی آزادی سے اپنے جذبات و افکار کو خوبصورت الفاظ کے سانچے میں ڈھال سکتا ہے۔ لیکن وزن یعنی بحر کی پابندی ضرور کرتا ہے۔

آزاد نظم (معریٰ نظم) سے بھی آزادی میں بڑھی ہوئی ہے۔ نظم معری میں ردیف قافیہ کی قیود نہیں نظم آزاد سراسر نئی چیز ہے۔ نظم معریٰ کے مصرعے ہم وزن ہوتے ہیں۔ اس کے مصرعوں کے ارکان کی تعداد برابر ہوتی ہے اور روایتی بحور سے فرار اختیار نہیں کیا جاتا نظم آزاد بحور کی پابندی کے جھن جھٹ سے بھی آزاد ہے۔ اس میں ہندی کے اوزان بحور یعنی پنگل بھی استعمال کر سکتا ہے۔ قدیم بحور کے ارکان کو چھوٹی بڑی اکائیوں میں

تقسیم کرتے ہوئے شاعر مصرعے کہے جاتا ہے۔ایک مصرعہ کئی ارکان بحر پر مشتمل ہوسکتا ہے اور دوسرا مصرعہ صرف ایک رکن کا ہوسکتا ہے۔نظم آزاد کے سخنوروں میں ن۔م راشد، تصدق حسین، راجہ مہدی علی تاثیر، فیض احمد فیض، ساحر اور قیوم نظر سرِفہرست ہیں۔

سانیٹ کی صنف انگریزی سے اُردو میں آئی جدت پسندی کے شوق میں اُردو شعراء نے اُردو شاعری میں تجربے کیے لیکن سانیٹ کو رواج دینے میں انہیں کامیابی نصیب نہ ہوئی جب کہ انگریزی میں یہ صنف بہت مقبول ہے۔سانیٹ صنف کی ترقی میں شیکسپیئر، ڈارون، سپنسر، کیٹس، ورڈز ورتھ اور آرنلڈ کی کاوشیں ہیں۔یہ صنف چودہ مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے۔اس کے دو حصے ہوتے ہیں۔جن میں سے ایک حصہ میں آٹھ مصرعے اور دوسرے حصہ میں چھ مصرعے ہوتے ہیں۔ایک ہی خیال کو مربوط کر کے دو حصوں میں بیان کیا جاتا ہے۔

سانیٹ میں قافیہ بندی کی جاتی ہے لیکن اُردو روایتی قافیہ بندی سے مختلف ہے۔اس میں ضروری نہیں دو مصرعے ایک دوسرے کے بعد آ کر ہم قافیہ ہوں اس میں دوسرا نہیں چوتھا، پانچواں مصرع ہم قافیہ ہوسکتا ہے۔ارکان کا بھی خیال نہیں رکھا جاتا۔ انگریزی عروض میں رکن کو سلیبل (Step) کہا جاتا ہے۔اُردو، فارسی عربی کی طرح شعروں میں خاص بندش کا خیال نہیں رکھا جاتا موسیقیت اور صوتی صورت کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔

اب ہم ہائیکو کے بارے میں اظہار کرتے ہوئے شعیب جاذبؔ کی تخلیق تو "زخم اجالوں کے" پر تبصرہ کرتے ہیں۔

ہائیکو چار سو پرانی جاپانی نظم (شاعری) کی اصناف میں دنیا کی مختصر صنفِ سخن ہے جو بہت ہی مقبول ہے۔ ہائیکو صرف تین مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ تینوں مصرعوں کی عروضی ترتیب یوں ہوتی ہے۔ پہلا اور تیسرا برابر ارکان یعنی پانچ پانچ ارکان کے ہوتے ہیں ۔ درمیان والا مصرع سات ارکان کا ہوتا ہے۔ کل تینوں مصرعے 5+7+5=، (سترہ) ارکان کے ہوتے ہیں۔

"بقول اقبال حیدر، جاپانی زبان میں کوئی حرف ساکن نہیں ہوتا وہاں آوازیں ارکان بناتی ہیں۔ مثلاً ابا یعنی پہاڑ اور امی یعنی گھر دو صوتی ارکان پر مشتمل لفظ ہیں۔ ہمارے اُردو عروض میں فعل ایک رُکن ہے۔ ان کے ہاں جاپانی شاعری میں دو ارکانُ پر محیط ہے، یعنی فع۔ اور لن۔

ناقدین کے نزدیک ہائیکو کے مندرجہ ذیل اوزان ہیں۔

فعلن + فعلن + فع	5 سلیبلز
فعلن + فعلن + فعلن + فع	7 سلیبلز
فعلن + فعلن + فع	5 سلیبلز

جاپانی ہائیکو میں عام طور پر فطرت، کائنات اور موسم کا ذکر صرف اشاروں، کنایوں سے کیا جاتا ہے۔ نہایت ہی مختصر نہایت جامع "خوش اسلوبی کے ساتھ زیادہ

تشریح نہیں کی جاتی۔

ہائیکو صنف میں جرمنی، فرانسیسی برطانوی، اطالوی ہسپانوی اور انگریزی زبانوں میں اس کے کامیاب تجربے ہوئے ہیں اُردو شعراء نے بھی سانیٹ لمرک بلینک ورس اور ترائیلے کی امثال موجود ہیں۔ ہائیکو کا مزاج ہماری اُردو غزل کے مزاج کے قریب ہے۔ ہمارے ہاں ماہیے کی پرانی دریافت ہے اور ثلاثی صنف یعنی سہ مصرعی صنف پہلے سے موجود ہے۔

ادا جعفری اور بعض ہائیکو نگار پہلے اور تیسرے مصرعے میں اکثر ہم قافیہ الفاظ لاتے ہیں۔ حمایت علی شاعر کے ہاں اور دیگر شعرا میں ایسی ثلاثی کی صورت پائی جاتی ہے۔ اُردو کے عروضی نظام کو مدِنظر رکھتے ہوئے ہم شعیب جاذبؔ کی ہائیکو نگاری ''زخم اجالوں کے'' کا جائزہ لیتے ہیں۔ جائزہ سے پہلے ہائیکو کی بنت Form کا تعارف ضروری ہے کہ قارئین کو شعیب جاذبؔ کی ہائیکو نگاری کی پرکھ ہو سکے۔ اُردو ادب میں تجربہ کرنے میں کس قدر کامیاب ہوئے ہیں۔ جاپان اس صنف کا تلفظ ہائی + کو ہے۔

کھٹکا ہے گھر کا

دیواروں کے چرنوں میں

ابرِ کرم برسا

یہ ہائیکو بحر متقارب مقبوض محذوف ہے۔ سلیبز الفاظ

کھٹکا ہے گھر کا	فعلن+فعلن+فع	5	4
دیواروں کے چرنوں میں	فعلن+فعلن+فعلن+فع	7	4
ابرِ کرم برسا	فعلن+فعلن+فع	5	3
			17

دامن گلشن کا	فعلن+فعلن+فع	5	4
جبرِ خزاں کی فہمائش	فعلن+فعلن+فعلن+فع	7	4
خوشبو ہے عنقا	فعلن+فعلن+فع	5	3

تین مصرعوں سترہ سلیبلز اور صرف گیارہ الفاظ میں نہایت خوبصورتی سے گھر کی شکستہ وخستہ حالی کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ابرِ کرم کے برسنے سے کچی خستہ حال دیواروں میں بارش کے پانی سے گرنے کا خیال، خطرہ، کھٹکا، چرنوں کا لفظ سنسکرت پراکرت ہندی کا ہے۔جس کے معانی پاؤں کے ہیں۔دیواروں کے پاؤں میں پانی کھڑا ہونے کا خطرہ دیواریں زمیں بوس ہونے کا کھٹکا ایسے گھر کا نقشہ کھینچ دیا ہے جو ذرا سا بادل چاہیے وہ ابرِ کرم ہی کیوں نہ ہو گرنے کا کھٹکا ہے۔

مرکب اضافی کا استعمال ”ابرِ کرم“ ابرِ کرم فارسی گرائمر قواعد کے لحاظ سے فارسی ہے۔تین مصرعوں میں تین زبانیں اُردو فارسی اور سنسکرت پراکرت ہندی سے ہائیکو مزین کیا جا سکتا ہے۔

بحر متقارب مقبوض محذوف :		سلیبز	الفاظ
وحشت صحرا میں	فعلن+فعلن+فع	5	3
رقصاں ہے کشتی ساحل پر	فعلن+فعلن+فعلن+فع	7	5
موجیں دریا میں	فعلن+فعلن+فع	5	3
		17	11
صحرا نے دیکھا	فعلن+فعلن+فع	5	3
اس کے پیاسے خوابوں میں	فعلن+فعلن+فعلن+فع	7	5
چھاجوں مینہ برسا	فعلن+فعلن+فع	5	3

بحر متقارب مقبوض محذوف :			
بیکل سیتا ہے	فعلن+فعلن+فع	5	3
بن باسی کے ہونٹوں پر	فعلن+فعلن+فعلن+فع	7	5
بھگوت گیتا ہے	فعلن+فعلن+فع	5	3

وہ بھی ٹھنڈے ہیں	فعلن+فعلن+فع	5	
4			
سر کو نیوڑیں کس در پر	فعلن+فعلن+فعلن+فع	7	6

گھر گھر جھنڈے ہیں	فعلن+فعلن+فع	5	4
جلوے الماسی	فعلن+فعلن+فع	5	2
رستا کاجل پلکوں سے	فعلن+فعلن+فعلن+فع	7	4
آنکھیں مدراسی	فعلن+فعلن+فع	5	2

بر آئی کوشش	فعلن+فعلن+فع	5	3
دھڑکے منزل کی دھڑکن	فعلن+فعلن+فعلن+فع	7	5
راہی ہے مہوش	فعلن+فعلن+فع	5	3

ڈاریں ہرنوں کی	فعلن+فعلن+فع	5	3
ہوتی ہیں طے آنکھوں سے	فعلن+فعلن+فعلن+فع	7	5
باتیں کرنوں کی	فعلن+فعلن+فع	5	3

شب بھر سوتے ہیں	فعلن+فعلن+فع	5	3
گردابوں کی حالت پر	فعلن+فعلن+فعلن+فع	7	5
ساحل روتے ہیں	فعلن+فعلن+فع	5	3

موسم سنولائے — فعلن+فعلن+فع — 5 — 2

گلشن کی دہلیزوں پر — فعلن+فعلن+فعلن+فع — 7 — 4

خوشبو اِترائے — فعلن+فعلن+فع — 5 — 2

بحرِ رمل سالم فاعلاتن کے رکن سے بھی اوزان ہائیکو کے نکلتے ہیں :

سوہنی کی الجھن — فعلن+فعلن+فع — 5 — 3

آوے میں پک جاتے ہیں — فعلن+فعلن+فعلن+فع — 7 — 5

مٹی کے برتن — فعلن+فعلن+فع — 5 — 3

بحرِ رمل مثمن سالم فاعلاتن رکن سے اخذ کیا گیا ہے۔

بولے من درپن — فعلن+فعلن+فع — 5 — 3

گرہے ذات کا آئینہ — فعلن+فعلن+فعلن+فع — 7 — 5

اپنا کردرشن — فعلن+فعلن+فع — 5 — 3

مندرجہ بالا ہائیکو کی تقطیع کر متدارک سالم فاعلن رکن سے بھی کی جاسکتی ہے۔خاص طور پر بحرِ متدارک مقطوع وہ ایسے :

بولے من درپن — فعلن+فعلن+فع — 5 — 3

گرہے ذات کا آئینہ — فعلن+فعلن+فعلن+فع — 7 — 5

اپنا کردرشن — فعلن+فعلن+فع — 5 — 3

مندرجہ بالا ہائیکو کی تقطیع متدراک سالم فاعلن رکن سے بھی کی جاسکتی، خاص طور پر بحرِ متدارک مقطوع وہ ایسے :

بولے من درپن	فاعلن+فعلن	5	3
گر ہے ذات کا آئینہ	فاعلن+فعلن+فعل	7	5
اپنا کردرشن	فاعلن+فعلن	5	3

کوہِ برفانی	فاعلاتن+فع	5	2
آبِ شیریں جوئے شیر	فاعلاتن+فاعلات	7	4
کڑوا ہے پانی	فاعلاتن+فع	5	3

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی نے یوں لکھا ہے کہ جب اُردو میں سکون وحرکت کی بنیاد پر شاعری کی جاتی ہے۔ اگر محض سلیبل کا خیال رکھا جائے تو بحر کو ہائیکو زبان حرف ربط زمانہ ضمائر اور واحد جمع کو نشان دہی کے بغیر استعمال کی جاتی ہے۔ یہ مکمل طور پر ٹیلیگرافی زبان ہے جس کی وجہ کئی سلیبل کے تحت ہوتی ہے لیکن اُردو میں یہ کہنا ناممکن ہے کہ اُردو کا ایک ایک لفظ کوئی سلیبل میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ہائیکو میں سلیبل کی پابندی سے جاپانی ہائیکو کے ترجمہ کے وقت سترہ سلیبل سے دامن بچایا جاسکتا ہے جاپان میں بھی اب تو سلیبل سے انحراف کیا جارہا ہے۔

ہائیکو کا صحیح روپ سلیبل کے لحاظ سے اُردو میں نہیں ہے۔ اُردو کے عروضی نظام کو سامنے رکھ کر بحروں کے ڈھونڈنے کے سلسلے میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ ہائیکو کے اوزان متقارب متدارک رمل رجز وافر بحروں کے سالم ارکان سے نکل سکتے ہیں۔ فاعلاتن مفاعلن فعلن کے وزن پر بھی ہائیکو کہے جا سکتے ہیں کیونکہ ہائیکو جاپانی صنفِ نظم کو اُردو میں من وعن اپنانا ممکن نہیں کچھ تبدیلیوں کے ساتھ اپنایا جا سکتا ہے۔

شعیب جاذبؔ کے یہ ہائیکو :

کرب چہرے پہ مسکراتے ہیں	فاعلاتن+مفاعلن+فعل
پھول کیکر کے دل قریب سہی	فاعلاتن+مفاعلن+فعل
خار پاؤں میں کسمساتے ہیں	فاعلاتن+مفاعلن+فعل

عشق کا دم کوئی بھرے نہ بھرے	فاعلاتن + مفاعلن + فعل
بیکراں دشت ہے محبت کا	فاعلاتن + مفاعلن + فعل
قیس بھی رہبری کرے نہ کرے	فاعلاتن + مفاعلن + فعل

***

چاند تاروں کو گدگداتی ہیں	فاعلاتن + مفاعلن + فعل	5
اُنکے ہونٹوں کی قرمزی کرنیں	فاعلاتن + مفاعلن + فعل	7
محفلِ شب میں لڑکھڑاتی ہیں	فاعلاتن + مفاعلن + فعل	5

چاندتاروں کے رابطے کتنے	فاعلاتن + مفاعلن + فعل	5
آبلوں نے کبھی نہیں دیکھا	فاعلاتن + مفاعلن + فعل	7
کرچیوں کے ہیں راستے کتنے	فاعلاتن + مفاعلن + فعل	5

مندرجہ بالا ہائیکو میں بحر خفیف مسدس مجنون محذوف مقطوع اور بحر خفیف مسدس مجنون محذوف کا خوبصورت اجتماع ہے۔

شعیب جاذبؔ ہائیکو نگاری کے تجربہ میں کامیاب وکامران ہوئے۔انھوں نے جاپانی صنف ہائیکو کو اُردو ادب میں عائد کردہ جاپانی شعراء کی پابندیوں کو خوب نبھایا ہے۔ ہر ہائیکو پُرکشش مضمون آفرینی کا مرقع ہے۔الفاظ کے موتی ہائیکو کے تاج میں ٹانک دیتے ہیں ۔ چند الفاظ میں آنکھوں کے سامنے پوری حکایات مناظرات کی سحر کاری دکھاتے ہیں۔

ہم نے ان کے ہائیکو کو زیادہ طور پر عروضی کسوٹی میں پرکھا ہے۔ان کے ہر ہائیکو کے مضامین ۔مطالب ومعانی ومناظر اور ہائیکو کی بحور کندن ثابت ہوئیں۔اُردو ادب میں ہائیکو نگاری میں شعراء کی کوئی خاص کامیابی نصیب نہیں ہوئی مگر ہائیکو نگاری میں کامرانی شعیب جاذبؔ کا مقدر بن گئی ہے۔''زخم اجالوں کے'' اُردو ادب کے آفاق پر مثال ماہتاب جلوہ افروز ہوگی۔انہیں ہم مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

............☆☆☆............

(الف)

کھٹکا ہے گھر کا
دیواروں کے چرنوں میں
ابرِ کرم برسا

☆

سوہنی دریا میں
جوئے شیر میں ڈوبی شیریں
سسی صحرا میں

☆

جھیل کنارے آ
نرمل گالوں کو سہلائے
ٹھنڈی مست ہوا

☆

شعلہ گلشن کا
جبرِ خزاں کی فہمائش
خوشبو ہے عنقا

☆

دور کا فاصلہ
میری دھرتی پہ پھر
آسماں گر پڑا

☆

جانے کون بچا
وقت نے جنگی میداں کی
پلٹی ہے کایا

☆

وحشت صحرا میں
رقصاں کشتی ساحل پر
موجیں دریا میں

☆

تاک میں ہے کوا
ننھے بچوں سے چھینے گا
روٹی کا ٹکڑا

☆

وہ براہیم تھا
وقت کی آگ سے
جو یقیناً بچا

☆

سانحہ یہ ہوا
چکھ لیا سانپ نے
خون کا ذائقہ

☆

عشق کے مندر ے لا
رانجھا ہیر کے بیلے میں
چھیڑے بانسریا

☆

کوک ہے مینا کی
انگلی تھامیں قدم قدم
اندھے بینا کی

☆

اپنی جان چھڑا
رانجھا عشق میں کان کٹائے
ناک بچے گی کیا

☆

بھول نہ جا بُلیا
عشق نچائے گلی گلی
چھن چھن پائلیا

☆

رنگ گئے سنولا
شام کی زلفیں بکھر گئیں
رات ہوئی یلدا

☆

صحرا نے دیکھا
اس کے پیاسے خوابوں میں
چھاجوں مینہ برسا

☆

بیکل سیتا ہے
بن باسی کے ہونٹوں پر
بھگوت گیتا ہے

☆

منظر کیسا ہے
صبحِ شفق کے آنگن میں
سرخ سویرا ہے

☆

آفت کی پڑیا
چگ کر پکتی فصلوں کو
اڑ جاتی چڑیا

☆

گونجی ایک صدا
وحشت ہے صحراؤں میں
اپنی کر چنتا

☆

چیخی تیز ہوا
دھول پڑے گی آنکھوں میں
صحرا کو مت جا

☆

تن من میلا ہے
پاگل قیس کے ہونٹوں پر
لیلیٰ لیلیٰ ہے

☆

کون اب سنتا ہے
چیخ سلگتے ذروں کی
صدا بصحرا ہے

☆

دھوپ سے گھبرایا
خوف کے مارے لرزیدہ
پیڑوں کا سایا

☆

پیاس بجھے گی کیا
تجھ کو لوگ ڈبو دیں گے
دریا ہے گہرا

☆

عقل دھیرے سے مسکراتا ہے
اپنے غرفے سے جھانکنے والا
بیم کی روشنی دکھاتا ہے

☆

عشق کاسہ بکف بناتا ہے
ہیر رقصاں رہے نہ رہے
عشق تو بانسری بجاتا ہے

☆

عقل رسوائی سے بچاتا ہے
کب وہ کہتا ہے پہن لے گھنگرو
عقل بُلّے کو کب نچاتا ہے

☆

عشق ناموس کو بچاتا ہے
کون کہتا ہے ڈال لو مندرے
عشق کب مرلیاں بجاتا ہے

☆

حسن جلووں کے گیت گاتا ہے
حسن کے آس پاس چرواہا
شام تک بکریاں چراتا ہے

(ب)

آیا عینِ شباب
عمر کی ندیا زوروں پر
ہر جانب سیلاب

☆

دامن مطلب کے
کوہساروں کے ہاتھوں میں
سنگ تعصب کے

☆

پتھر زیرِ آب
سرگم چھیڑیں وادی میں
جھرنوں کے مضراب

☆

تحریریں نایاب
مفہوموں کے دریاؤں سے
اٹھتے ہیں گرداب

☆

پڑھنے کی ہو تاب
دیدہ ور کی نظروں میں
فطرت لال کتاب

☆

لہریں ہیں زہراب
بین بجائی لہروں نے
پھنکاریں گرداب

☆

اپنی خالی جیب
شہد سے بڑھ کر میٹھے ہیں
رخساروں کے سیب

☆

عرق عرق ہیں سب
دھوپ نے جاری رکھا ہے
شغلِ لہو و لعب

☆

میکشی عذاب میں
عمر بھر کی تلخیاں
کب مزا شراب میں

ہیر بہت بیتاب
کیسے عدم نگر کو جائے
زہر ہوئی نایاب

☆

ساحل غور طلب
دریا خون کا پیاسا ہے
کشتی جان بہ لب

☆

لرزاں ہے تہذیب
شام شبستاں میں جاری
تاروں کی تقریب

☆

دکھ ہے آنجناب سے
کہہ رہی ہے چیخ کر
برف آفتاب سے

☆

قیس ہے سراب میں
لوگ مبتلا ہوئے
عشق کے عذاب میں

☆

رخِ تاباں سے اتریں گی نقابیں
مہ تاباں کا چہرہ پڑھ رہا ہوں
پرانی ہو چکیں ساری کتابیں

☆

کیوں زمانہ ہے محوِ پیچ و تاب
صحنِ گلشن میں کیوں بھٹکتے ہو
دار کے ہونٹ پہ ہیں سرخ گلاب

☆

خوشبوؤں نے عذاب دیکھے ہیں
خار چبھنے لگے ہیں ہاتھوں میں
چند پھولوں نے خواب دیکھے ہیں

☆

(پ)

اتر گئے بہروپ
اب تک بوڑھے برگد کا
دم بھرتی ہے دھوپ

☆

جل جائیں گے پاپ
ارتھی زندہ لاشوں کی
جمنا ہے چپ چاپ

☆

لے کے اک رنگ روپ نکلی ہے
گوری رنگت کہیں نہ سنولائے
کس قیامت کی دھوپ نکلی

☆

روپ اروپ سروپ
نیل گگن کے آنگن میں
رقصاں نیلی دھوپ

☆

جگمگ کرتی سیپ
اس کا ہر اک گوہر روشن
اس کے تاباں دیپ

☆

پانی میں شپ شپ
ناؤ کے پتواروں کی
لہروں میں رپ رپ

☆

پل دو پل میں دیکھ ملاپ
سایہ دھوپ کے آنگن میں
جل اُٹھتا ہے اپنے آپ

☆

تیرگیاں کج روپ
اجلے چہرے پگھلیں گے
چاندی کی ہے دھوپ

☆

وہم رہے ہیں کانپ
رہ کر تنگ پٹاری میں
پیلے پڑ گئے سانپ

☆

آئینے کے روپ
سبز دوپٹے کی لہروں سے
ہری ہری ہے دھوپ

☆

جسم رہا ہے ہانپ
تیز درانتی کے دندانے
فصل رہی ہے کانپ

☆

رین الاپ کرے
روزانہ اسٹیشن پر
ریل ملاپ کرے

☆

رستہ غور سے بھانپ
گاؤں کی پگڈنڈی پر
زہریلے ہیں سانپ

☆

حسن نگر کا روپ
قصرِ شاہی یخ بستہ ہے
تاج محل میں دھوپ

☆

ہاتھ رہے ہیں کانپ
پھولوں کی ٹہنی کے نیچے
خار آلودہ سانپ

☆

ہر چہرے کو بھانپ
انساں ہے زہریلا اجگر
سانپ رہے ہیں کانپ

☆

پل بھر کا ہے تاپ
جب برسے گا چھاجوں مینہ
ڈھل جائیں گے پاپ

☆

تاباں آبی سیپ
روشن لہر کی پلکوں پر
خوش فہمی کے دیپ

☆

گھونگھٹ ہے چپ چاپ
سکھیوں کو اُکساتی ہے
ڈھولک کی ہر تھاپ

☆

روشن گوہر سیپ
صرصر روز بجھاتی ہے
کٹیاؤں کے دیپ

☆

خاکی میں اور آپ
ہم تو اس کے پیرو ہیں
جو مٹی کا باپ

☆

رک جائے گی چاپ
دور چلی جائے گی منزل
رستوں کو مت ماپ

☆

چپ آنکھوں کی سیپ
روشن سانپوں کے سر پر
آشاؤں کے دیپ

☆

آگ جلائے پاپ
دنیا مرگھٹ لاشوں کا
قبریں ہیں چپ چاپ

☆

(ت)

برگ حنائی ہات
لائی تتلی گلشن میں
رنگوں کی سوغات

☆

کوئل گائے گیت
گلگوں موسم پل دو پل
رت جائے گی بیت

☆

جل جائیں گے پات
جامن کی پیلی شاخوں پر
دھوپ بڑھائے ہات

☆

کتنے میت گئے
پیپل بھوک نے کاٹ لئے ہیں
سر سنگیت گئے

☆

موسم بھادوں چیت
بارش برسی دریاؤں پر
مہک رہے ہیں کھیت

☆

اجلی کائنات
لاکھ پتنگیں گردوں پر
ڈوری اپنے ہات

☆

مدت کے سنگیت
پانی دینا سب چھالوں کو
صحراؤں کی ریت

☆

جھینگر کے سرسات
گیت سناتا ہے پل بھر کو
جاگیں ساری رات

☆

ہو گئے پیلے کھیت
کھیل رہا ہے آنکھ مچولی
بھادوں ساون چیت

☆

ہو گئے جلوے فوت
شام کی خونی مقتل میں
سورج کی ہے موت

☆

سوکھ گئے شہتوت
آئے پڑھنے شہروں میں
دیہاتوں کے پوت

☆

تیرہ شب کو مات
ساری رات دمکتے ہیں
مہتابی ذرات

☆

خندہ لب جذبات
جسموں کی قندیلیں روشن
جگمگ ساری رات

☆

جیون میں فرحت
سرخ رسیلے ہونٹوں میں
کشمش کی لذت

☆

سب قذاق ڈکیت
ڈھانپ رہی ہے ہر سیپی کو
دریاؤں کی ریت

☆

جل جائیں گے پات
نخل کے پیلے پتوں پر
دھوپ کے جلتے ہات

☆

احساسِ بریت
ہے پائے سفر کار میں
زنجیرِ اذیت

☆

رنگ برنگے کھیت
خوب بسنت بہار منائیں
مہک رہا ہے چیت

☆

(ٹ)

دنیا دکھلاوٹ
ہونٹوں پر رس باتوں کا
ماتھے پر سلوٹ

☆

کب آنکھوں سے اوٹ
کاروبار مشینوں کے
انساں ہیں روبوٹ

☆

کوہ پیما کی رٹ
کیسے گزریں گے وادی سے
صاف نہیں اوگھٹ

☆

ریشمی آہٹ کی
چپکے چپکے کرنوں نے
در پر کھٹ کھٹ کی

☆

بادِ خزاں جھٹ پٹ
جس پر پھول مہکتے تھے
شاخ گئی ہے کٹ

☆

در در پہ کھٹ کھٹ
چونکاتی ہے ذہنوں کو
چاندی کی آہٹ

☆

چاندی کی چوکھٹ
ہر سو چاندی کی بوچھاڑ
ہر گھنگھرو منہ پھٹ

☆

نکلا من سے کھوٹ
مُڑ جاتا ہے لوہا بھی
جب پڑتی ہے چوٹ

☆

سکھیاں ہیں منہ پھٹ
اوڑھ لیا ہے دلہن نے
چاندی کا گھونگھٹ

☆

جل جائیں گے ہونٹ
من میں آگ لگاتے ہیں
پانی کے دو گھونٹ

☆

بیٹی پنگھٹ کی
شامِ عروسی میں مہکی
ناری گھونگھٹ کی

☆

انگوروں کے ہٹ
کس نے چھوڑی بوتل میں
لمحوں کی تلچھٹ

☆

دریا کے بیٹے
ٹھنڈی ریت کے سینے پر
دیر تیئں لیٹے

☆

بچ پیچھے کو ہٹ
دوڑ رہا ہے گلیوں میں
رخشِ جنوں سرپٹ

☆

پھرتی چاروں کھونٹ
سینۂ گل پر آ کر تتلی
رکھتی ہونٹ پہ ہونٹ

☆

کوٹھے کی ہے رت
کر کے چھن چھن چھن دھن ما
پائل ہے منہ پھٹ

☆

اجلے چاند سمٹتے ہیں
بام کے پتوں کے پیچھے
کتنے سائے بٹتے ہیں

☆

میٹھی روٹی ہے
تتلی سے بھی نرم ملائم
چیچک بوٹی ہے

☆

(ث)

ذہن خبیث ملے
معنی بدل کے رکھ دیتے ہیں
جو بھی حدیث ملے

☆

جنگ غیاث کرے
الحادوں کی دیواریں
کون احداث کرے

☆

کھیت کا حارث ہو
رانجھے کی جاگیروں کا
کوئی وارث ہو

فکراروث کرے
نام ہوا ہے شیطاں کا
کام دیوث کرے

☆

گھر کا گھر احداث
باپ مرا ہے جنگل میں
ملتی کیا میراث

☆

روز حوادث ہیں
قدم قدم پر لاشیں ہیں
گریاں وارث ہیں

☆

(ج)

ہجر فراق کی گونج
بھگتی شب کی تنہائی
بین کرے ہے کونج

☆

لہریں ہیں بے لاج
شعلے اٹھے ساحل سے
ماہی سیخ امواج

☆

کام نہ کاج کرے
راجا پوجے پرجا کو
رانی راج کرے

☆

بدل گیا ہے راج
خاروں کے نوکیلے سر پر
پھولوں کا ہے تاج

☆

قدم قدم محتاج
کھلیانوں کو ترسے ہاری
غائب جنس اناج

☆

وہ کیا جانے اوج
ڈوبی نیلے پانی میں
اک شرمیلی موج

☆

گل خوش قسمت آج
شاخوں کی ہر انگلی میں
شبنم کے پکھراج

☆

کجرو آج سماج
سانسوں کے ایوانوں میں
مایوسی کا راج

☆

ذہن ہوئے مفلوج
قدم قدم پر ٹکراتے ہیں
یاجوج و ماجوج

☆

خوشبوؤں کا راج
خون پلایا شاخوں نے
پھولوں کے سر تاج

☆

اپنا خوب رواج
چپکے ڈولی میں آ بیٹھی
دختر لاج مزاج

☆

چھوڑ دے سب سج دھج
من درپن میں پہلے جھانک
ساری دنیا تج

☆

(بیچ)

دنیاداری بیچ
وہ شہروں کو مہکائیں گے
آئے گاؤں بیچ

☆

ساحل ساحل کیچ
ڈوب چلی ہے جیون کشتی
دریاؤں کے بیچ

☆

ہو گی جھوٹ کی جانچ
سچ اک روز نکھر آئے گا
کب ہے سانچ کو آنچ

☆

سچائی کا کیچ
اک صحرائی پھول کی خاطر
اونٹ دئے سب بیچ

☆

پر جائیں گے قینچ
طائرِ نخل کی شاخوں کو
اپنے لہو سے سینچ

☆

قدم قدم پہ سوچ
ذرا سی گیلی پھسلن سے
آجائے گی موچ

☆

سا بقے ہیں پُر پیچ
عشق نگر میں آنے والے
چیخ رہا ہے کیچ

☆

کب تھی خواہش بیچ
تیرے حکم پہ ڈوب چلا ہوں
اب آنکھیں مت میچ

☆

رہ پُر پیچ لیا
تیرے شہر کے اک بھوکے نے
گردہ بیچ دیا

☆

کیسے کھلتے پیچ
زخمی قلم قلمرو میں ہے
حرفِ تمنا بیچ

☆

قرضہ ہے پُر پیچ
بچے دودھ کو ترسیں گے
بھینس اگر دی بیچ

☆

لمحے جچتے ہیں
سبزِ تنے پر سارے بچے
نام کھرچتے ہیں

☆

(ح)

سنجیدگی کو چھیڑتیں باتیں مزاح کی
جلووں کی تیز روشنی ڈستی ہے آنکھ کو
جیسے ہو دیدہ کور میں کرنیں صباح کی

☆

کرتا مطالعہ تو وہ ماہِ صریح تھا
لیکن وہ اپنی ذات کو واضح نہ کرسکا
شب کی محافلوں میں بلیغ و فصیح تھا

☆

کب ارادہ تھا کسی توضیح کا
چاند شب بھر تیرگی میں کیوں رہا
دائرہ کھلتا نہیں ترجیح کا

☆

وہ تھا بیاضِ امن کتاب نصوح تھا
ہاتھوں میں ساری لرزشیں پاؤں میں لغزشیں
صبحِ سحر کے ہاتھ میں جام صبوح تھا

☆

گرداب آزماتا ہے جیسے ملاح کو
یہ اور بات ہم سے تدارک نہ ہوسکا
مغرب نے آزمایا ہے حربِ سلاح کو

☆

تھا حسن لامثال جمال صبیح تھا
اس میں زنانِ مصر زلیخا کا کیا قصور
یوسف رُخِ شکیل تھا چہرہ ملیح تھا

☆

(خ)

وادی ہے سنگلاخ
پاؤں میں ہیں سنگِ مرمر
سر پر ہنستے کاخ

☆

مکڑی چڑھ گئی سیخ
سنگِ خارہ کی خاروں سے
ابھری ہے اک چیخ

☆

سبق ہوئے آموخ
لیکن تشنۂ تعمیروں کا
درس ہوا ہے سوخ

☆

موسم ہے گستاخ
بادِ بہاری خود مسلے گی
پھول کی سجری شاخ

☆

پائے گا مریخ
محوِ سفر ہے بھولا کُتا
انساں کی تاریخ

☆

دانتوں پر ہے ریخ
ان کے دیس نکالے سے
طلب کریں مریخ

☆

ہنستے ہیں املاخ
چیخوں نے دم توڑ دیا
افسردہ ہیں کاخ

☆

آئینے تڑاخ
کر دیتا ہے کرچی کرچی
کہسارِ لداخ

☆

پھولوں کے ہیں کاخ
نرم گریباں سے کیا الجھے
کوئی دستِ شاخ

☆

خار سلاخوں کے
جھڑ جاتے ہیں پت جھڑ میں
پتے شاخوں کے

☆

باڑ سلاخوں کی
کب سنتا ہے موسم گلگوں
لاغر شاخوں کی

☆

غم شب تاختہ کا
زر کی آندھی سے ویراں
گھونسلہ فاختہ کا

☆

(د)

کہسارِ الوانند

آیا ہے تن من دھو کر

اوقیانوسی چاند

☆

برق گئی ہے کوند

گیت سناتے بارش کا

رس مس کرتے روند

☆

جذبوں کی تجدید

ہوتی ہے تہ خانوں میں

خواہش کی تجدید

☆

محنت ہے بے سود

دھول اڑی ہے قبروں سے

چہرے گرد آلود

☆

الفت کی تمہید

کون کرے گا اپنے ہاتھوں

جذبوں کی تجدید

☆

گورا مطلع ماند

مایوسی کی کالی چادر

گہن آلودہ چاند

☆

رَمق دَمق مت روند
نادیدہ غرفے سے باہر
بجلی کی ہے کوند

☆

نامیدی کی عید
کب بھرتا ہے دنیا میں
دامانِ امید

☆

خودسر ہیں موجود
شہرِ انا یخ بستہ کب سے
توڑے کون جمود

☆

کونپل ہے ناپید
چند گلابوں کا زنداں
جس میں خوشبو قید

☆

موسم بدلے گا
نکہت کے ایوانوں سے
پھول سندلے گا

☆

لوگ اِرادوں کے
مفلس اک دن دیکھیں گے
دور مرادوں کے

☆

(ڈ)

فطرت بیاضِ حسن کتاب فرید ہے
قوسِ قزح کے رنگ سرِ جلترنگ ہیں
گویا مری نگاہ بھی افلاک دید ہے

☆

اشعار جھومنے لگے افراد کی طرح
ہے پیار والہانہ ہر اک شعر سے مجھے
اپنا ہر ایک شعر ہے اولاد کی طرح

☆

انساں کی اپنی فکر بھی بوئے پرید ہے
ٹکرا رہی ہے اپنی صدا اپنے کان میں
گنبد میں چیختا ہوا حرفِ شنید ہے

☆

ظاہر میں لاڈ ہے
قحط الرجال دہر میں
گھر گھر فراڈ ہے

☆

موسم ٹھنڈے ہیں
سرکو نیوڑیں کس چوکھٹ پر
گھر گھر جھنڈے ہیں

☆

دن کو پریڈ کریں
اپنے شہروں کے رکھوالے
شب بھر ریڈ کریں

☆

ظلم نہ یوں میلاڈ کریں
کچھ بچوں کو ڈانٹ ڈپٹ
کچھ بچوں کو لاڈ کریں

☆

ایک وا ویلا مچا ہے غنڈ میں
آئے تھے جو جنگلوں کو کاٹنے
بے ارادہ پھنس گئے ہیں جھنڈ میں

☆

(ذ)

سب بیکار نفوذ
جب شیطانوں کا ہو غلبہ
پڑھتے ہیں اعوذ

☆

جہاں تو تعوذ ہے
وہیں ہے شہرِ عاشقاں
جہاں درِ نفوذ ہے

☆

حدیث کا نفاذ ہے
قدم سنبھال کے رکھو
یہ وادیٔ معاذ ہے

☆

(ر)

ایسے گر جا دیر
دُنیا میں مشہور ہے جیسے
آگ اور پھوس کا بیر

☆

تیرگیاں شہ زور
بھٹک رہا ہے قدم قدم
جگنو ہے شب کور

☆

سورج ناری ہے
جس نے ایک سرائے میں
رات گزاری ہے

☆

شام اودھ کی نار
پیلی سرسوں کے آنچل میں
کھیتوں کی دلدار

☆

ہے بیدار شعور
اک دن خول کو توڑیں گے
خود بیں ہیں محصور

☆

موسم کلر کہار
تشنہ آنکھیں امڈی ہیں
بارش کے آثار

☆

رات کے بعد سویرا
بن جاتی ہے مٹی سونا
غربت کتنی دیر

☆

پربت پربت شور
برکھا برسی دھیرے دھیرے
ناچ رہے ہیں مور

☆

گوتم کی تنویر
سوچ کے خستہ کمرے میں
بدھ مت کی تصویر

☆

عکس کناں دلدار
قصرِ سنگ کا آئینہ ہے
شیشے کی دیوار

☆

بڑھیا عظمت تیری
تیری دستاروں سے کھیلے
گھر آنگن کی بیری

☆

ناؤ کے پتوار
عزمِ نو کے رستے میں
موجوں کی دیوار

☆

دور کہاں انگور
بنتِ عنب کی تلچھٹ سے
میکش ہیں مخمور

☆

کیسے کھائے کھیر
ہے مجنوں کے پاؤں میں
صحرا کی زنجیر

☆

اُور گھٹا گھنگھور
چھا جوں بارش برسے گی
بادل ہے مُنہ زور

☆

پھول لگے سجرے
شبنم نے پہنائے ہیں
شاخوں کو گجرے

☆

وہ سنگِ مرمر
تالابوں کی موجوں میں
شیشوں کے پیکر

☆

شاخوں پر مسرور
دانہ دُنکا چگتے ہیں
پلکوں کے طیور

☆

وقت بڑا بے پیر
رکھ لیتا ہے ترکش میں
ہر نوکیلا تیر

☆

جھینگر کا ہے شور
خون جلائے بنتِ عنب
قدم قدم پر گور

☆

آتش ہے خودسر
دستِ مہر سے برپا ہے
آشوبِ محشر

☆

بچنے کی تدبیر
کالی زلفیں گوری کی
پاؤں کی زنجیر

☆

لہر کی تلوار سے
کشتیاں بچتی نہیں ہیں
یاس کے پتوار سے

☆

ہر ضد کا پیکر
مٹی پانی آگ ہوا
خوش ہے کوزہ گر

☆

عظمت کی توقیر
گرجا گھر میں مریم کی
سنجیدہ تصویر

☆

کثرت میں اکثر
آئے ہیں شہروں میں اُڑ کر
گاؤں کے طائر

☆

فکر کی تفکیر سے
کس قدر گانٹھیں کھلی ہیں
ناخنِ تدبیر سے

قصوں کی تاثیر
اپنے میٹھے لہجے میں
میرؔ بھی گائے ہیر

☆

شیریں خوش گفتار
دو ہی باتیں خسرو کی
تیشہ اور کوہسار

☆

شاخ جھکائے سر
کاسۂ گل ہے ہاتھوں میں
شبنم کوزہ گر

☆

لُو ہے دامن گیر
صحراؤں کے پاؤں میں
اک تپتی زنجیر

☆

منظر پس منظر
ہر تتلی کے ماتھے پر
رنگوں کا جھومر

☆

دھوپ کی چادر میں
یخ بستہ ہے مہرِ نو
برف کے پیکر میں

☆

تیرہ تر روشنی
شب کے حصے میں ہے
بے سحر روشنی

☆

راہبر بھی نہیں
ہم سفر ساتھ ہے
گو سفر بھی نہیں

☆

امن کے دعویدار
آجاتے ہیں پنگھٹ پر
پانی کے سردار

☆

خوباں کی تصویر
صبح سویرے مہکی ہے
جنت کی جاگیر

☆

دھوپ نگر کا قہر
شیتل چھاؤں برگد کی
لُو پھیلائے زہر

☆

چشمِ ساحل تر
بھنور بھنور سیلابوں میں
شوریدہ منظر

☆

لیلیٰ ہے درکار
قیس کے زخمی پاؤں میں
خاروں کی یلغار

☆

شاخوں کا اظہار
خارِ مغیلاں پھولوں میں
خوشبو ہے بیمار

☆

کیسا خوف خطر
کشتی کے ملاحوں کا
پانی میں ہے گھر

☆

(ڑ)

شب سے ناطہ توڑ
صبح سویرے بام پہ ہوگا
جلووں کا گٹھ جوڑ

☆

ساتھ نہیں چھوڑا
تیر رہا ہے جوہڑ میں
بطوں کا اِک جوڑا

☆

قدم قدم پر موڑ
عصرِ نو نے سیکھا ہے
غیروں سے گٹھ جوڑ

☆

صحرا چھوڑ دیا
ریت کے جلتے ذرے نے
شیشہ توڑ دیا

☆

حملے تابڑ توڑ
کالی آندھی کے ہاتھوں
نخل ہوئے بے جوڑ

☆

یہ قصہ مت چھیڑ
روک رہے ہیں قدموں کو
آلوچے کے پیڑ

☆

(ز)

برگ ہرے مت توڑ
گر جائیں گے سوکھے پتے
شاخیں مت جھنجھوڑ

☆

سر کو نیوڑے ہیں
آم کے پیڑوں نے سر پر
پتے اوڑھے ہیں

☆

نیلے گھوڑے ہیں
ناری نے شادی سے پہلے
بچے جوڑے ہیں

☆

کب گنبد در باز
صدا بصحرا ہوتی ہے
زخموں کی آواز

☆

ماضی کی دہلیز
محل سرا میں شاہوں کی
رنگ برنگ کنیز

☆

دیکھیں شاہد باز
خوشبو نکلی گلشن سے
بادِ صبا ہمراز

☆

ساجن فکر انگیز
للچائی نظروں سے تاکے
کھانے کی ہر میز

☆

نسلوں کا آغاز
پھدک رہا ہے بھوری چھت پر
چڑیا کا دمساز

☆

تاج محل کیا چیز
خوب لتاڑی ہے ماضی نے
اہت کی دہلیز

☆

کب تابِ پرواز
پر صیاد نے قینچ دئے
اڑتا کیا شہباز

☆

شب ہے جلوہ ریز
مخمل کی مسند پہ لیٹے
پیرانِ شب خیز

☆

تتلی کی پرواز
کانچی گلدانوں پر اُتری
رنگوں کی شہناز

☆

ادوارِ چنگیز
عصرِ نو میں طیاروں کی
پروازیں ہیں تیز

☆

بے کس بے آواز
دانہ دُنکا چنتے ہیں
چڑیا ہو یا باز

☆

ہر لمحہ دل دوز
چھٹتی کیسے تاریکی
مدھم شب افروز

☆

دہقانوں کے راز
سوکھی روٹی ہاتھوں میں
منڈی میں ہے پیاز

☆

جذبہ فکر انگیز
کنیا مر جائے گی گھل کر
مانگیں لوگ جہیز

☆

شاہینی پرواز
کوہساروں کی چوٹی پر
رہتا ہے شہباز

☆

رخشِ فکر ہے تیز
کرتا ہے پرواز فلک پر
جب پڑتی مہمیز

☆

کرنوں کا درباز
غزنی کے بت خانوں میں
بت بتِ طناز

☆

غربت بے دہلیز
صرف لہو انساں کا سستا
مہنگی ہر اک چیز

☆

کارِ رستخیز
اک مقروض کی بیٹی کو
دے گا کون جہیز

☆

جھیلوں کا دمساز
راتوں کی پروینوں کا
کرمکِ شب مہناز

☆

ہر بات ژاژ ہے
جس طرح آبی پرندہ
قاز قاژ ہے

☆

(س)

گریاں دشتِ یاس
چھا گل اُڑتے بادل کی
اور بڑھائے پیاس

☆

خنداں کیکاؤس
چومے جس کے قدموں کو
خود تختِ طاؤس

☆

چالیس دیس بدیس
باغ کے ہنستے پھولوں نے
بدلے کتنے بھیس

☆

لہرائی ہے آس
جکھڑ قوم کے قبضے میں
کہسارِ رہتاس

☆

پژمردہ ہے شمس
شام کی بکھری زلفوں میں
کون کرے گا لمس

☆

مدت سے مایوس
اپنے من کی ڈولی میں
دلہنیا محبوس

☆

کوئی آس نہیں
چیلوں کا ہے گھونسلہ خالی
کوئی ماس نہیں

☆

بادِ سحر جاسوس
خار نے تار و تار کیئے
پھولوں کے ملبوس

☆

کب پوری ہو آس
جھرمٹ ہے عذراؤں کا
ہاتھ میں نرم کپاس

☆

وقت کے جالینوس
فصلوں کے شہزادے ہیں
تن سوتی ملبوس

☆

محوِ یاس نہیں
حسنِ سحر کے جلوے ہیں
شب دھن راس نہیں

☆

آس میں بے آسی
اپنے گھر بھی ہوتی ہے
برسوں بن باسی

☆

نرخ ہیں سستے سے
امیدیں بر آتی ہیں
آبی رستے سے

☆

برف نہیں مایوس
اپنے تن پر اُوڑھے گی
برفیلا ملبوس

☆

ساون کب حساس
ساجن پیاسہ جنگل میں
بدرا برسے پاس

☆

اب کے دانت نہ پیس
قتل ہوئے ہیں شہروں میں
پل بھر میں دس بیس

☆

کس نے جیتی ریس
برگد کی شیتل چھاؤں میں
دھوپ نے بدلا بھیس

☆

غم پالے پو سے
اب تک آنسو لیتے ہیں
پلکوں کے بو سے

☆

دل میں بستے ہو
خارِ مغیلاں کی صورت
دن بھر ڈستے ہو

☆

روشن ہیں فانوس
پربت پربت بارش میں
رقص کناں طاؤس

☆

دریا کب حساس
خشک ہوا خوں کشتی کا
ساحل گم سم پاس

☆

گرد ہے گردوں بوس
چائے خوب پلاتے ہم
خالی ہے تھرموس

☆

کھیتی ترسی ہے
قلزم کی پیاسی دھرتی پر
بارش برسی ہے

☆

خوب دلاسے ہیں
برسی چھاگل صحرا میں
دریا پیاسے ہیں

☆

ذرے زمزم شناس
آندھی شور مچاتی ہے
کب صحرا حساس

☆

ذہن ہوا محبوس
پہنے رات کا شہزادہ
ململ کا ملبوس

☆

جلوے الماسی
رستا کا جل پلکوں سے
آنکھیں مدراسی

☆

ہاسے ہاسے میں
رات ستارے بھرتی ہے
کالے کاسے میں

☆

جل اُٹھے الماس
گرم اکھاڑہ تاروں کا
مست ہے کالی داس

☆

دھرتی ہے محبوس
بادل بحر شناسا ہے
صحرا ہیں مایوس

☆

(ش)

چپ کوہِ کیلاش
شام نگر میں دفن ہوئی
کوئی مردہ لاش

☆

طرزِ آلائش کی
پڑ جاتی ہیں سینے میں
گرہیں خواہش کی

☆

برسوں کی کوشش
بھڑک رہی ہے گاؤں میں
پیڑوں کی آتش

☆

ظلمت کی آغوش
دیپ جلے دیواروں پر
کرمکِ شب خاموش

☆

کیسی عیاشی
بازاروں میں بکتے ہیں
فن کے متلاشی

☆

سب دوشی نردوش
منصف کیا انصاف کرے
اُڑ جائیں جب ہوش

☆

محفل ہے خوش باش
یاقوتی ہونٹوں میں آئی
سنگتروں کی قاش

☆

بھیگی خواہش میں
کچے کوٹھے بیٹھ گئے
پہلی بارش میں

☆

چاہت دلکش ہے
بادل نظروں سے اوجھل
عنقا بارش ہے

☆

دیواریں سنتوش
جلتے دیپ کے آنگن میں
گرم ہوا پُر جوش

☆

توڑیں خاموشی
کرتے شب کے کانوں میں
جھینگر سرگوشی

☆

مدہوشی میں ہوش
اپنی ذات کے جوئندہ
رہتے ہیں روپوش

☆

لہر کی سرگوشی
جھیل میں نیلوفر آ کر
توڑے خاموشی

☆

کیسی شب باشی
چھپتا تلسی کے پتوں میں
ماہِ آکاشی

☆

چپ ہے گورتلاش
دھول اُڑی ہے قبروں سے
سبز کفن میں لاش

☆

ماہِ نو بشاش
کنزِ مخفی پاس نہیں
سورج ہے قلاش

☆

سوتے ہیں روپوش
چپ سادھے ہیں مدت سے
جھرنے بھی خاموش

☆

من پر چاتے خولیش
سولی پر لٹکا دیتے ہیں
اپنے خیر اندیش

☆

دھوپ سفارش ہے
صحرا ہے اک کورا کاغذ
دھول نگارش ہے

☆

جانے کس کا دوش
کنجِ گلستاں میں مہکا ہے
گلرخ ہے گلپوش

☆

پائے چشمِ ہوش
جنگیں گزرے لوگوں کی
دکھلاتی ہیں جوش

بر آئی کوشش
دھڑکے دھڑکن منزل کی
راہی ہے مہوش

☆

سب تارے خوش باش
راتوں کی ہر انگنائی میں
رقصِ بناتِ نعش

☆

دھواں سگرٹ کا کش ٹھہرا
حیات و موت کا سنگم
صراطِ کش مکش ٹھہرا

☆

(ص)

دنیا ایس وبیس
ایک حمام میں کالے گورے
کیسے ہو تخصیص

☆

لوگ حریص ملے
اجلے چہرے کالے دھندے
کیا تخصیص ملے

☆

یاس ہے زیرِ عاص
پڑھ لیتے ہر مشکل میں
سورۂ اخلاص

☆

کچھ چہرے مخصوص
ہر اک چہرہ پر کھا ہے
دنیا ہے مبصروص

☆

شہرۂ عام و خاص
قتل ہوا ہے پتوں کا
کیا ان کا قصاص

☆

بات بالخصوص ہے
دوستی کی اوٹ میں
کس قدر خلوص ہے

☆

(ض)

کیا چشمِ مخصوص

راتوں کی پروینوں کا

دیکھے کون خلوص

☆

قلعہ بند محروص

سر ہوتا ہے ہمت سے

کہسارِ قاموص

☆

ہر اک ایص و بیص

میلے میں ہیں کتنے پاگل

لیا کرتے تخصیص

☆

قصے ہیں مفروض

روشنیوں کی بات کریں گے

تیرہ تار بیوض

☆

ہے لاچار غرض

وقت نے اک دن لکھنا ہے

قرطاسِ ابیض

☆

پڑھتا کون بیوض

نیل گگن کے مکتب میں

سب باتیں مفروض

☆

بے پایاں اغراض
کرب کی ایک ہی بارش سے
پُر ہیں حوض و حاض

☆

کرتے غور و خوض
گھپ اندھیروں کا رستہ
قدم قدم پر حوض

☆

چپ' احراف بیوض
آ جاتے ہیں نظروں میں
بڑے بڑے مقروض

☆

کیسی عرضِ عریض
ایک حکیم کی نظروں میں
ہر اک شخص مریض

☆

کیا کرے گا اعتراض
جس نے پڑھ لی غور سے
تیرے چہرے کی بیاض

☆

بڑھ گیا اور مرض صدیوں کا
زندگی چار دن کی مہماں ہے
کون لوٹائے قرض صدیوں کا

☆

(ط)

پیاسا ہے سقراط
زہر پیالہ پینے دے
آئندہ محتاط

☆

بات ہوئی مشروط
مبحث اڑ گئے نکتوں پر
ہوش ہوئے مخبوط

☆

ظلِ شاہ بلوط
بیٹھ کے پیار کی چھاؤں میں
پڑھتے روز خطوط

☆

تحریریں مربوط
دستِ حنائی نے لکھے ہیں
پُر اِسرار خطوط

☆

جنگوں کے مخبوط
بنگلہ دیش کی خواہش ہے
ٹوٹے کاش سقوط

☆

(ظ)

واعظ کے الفاظ
حفظ حدیثیں کب کرتے ہیں
قرآں کے حفاظ

☆

خطرہ ہے ملحوظ
وقت کے کالے ناگوں سے
رہنا ہے محفوظ

☆

اتراتے ملفوظ
رقص ہوا ہے کھاڑے میں
لوگ ہوئے محظوظ

☆

درماندہ الفاظ
یوسف کی نیلامی پر
بارونق عکاظ

☆

پند نصیحت وعظ
گھوم رہے ہیں ذہنوں میں
پطرس کے الفاظ

☆

ہم ہوئے محظوظ
روشنی دیتی سوچوں کو
قندیلِ ملفوظ

☆

(ع)

کرتے سفر شروع
صرف مسافت شب بھر کی
سوچے ماہِ طلوع

☆

کب سے عذاب شروع
کرب صلیب سے خود کو بچائے
ساکن عجزِ یسوع

☆

فرض، قیام، رکوع
سر کو جھکایا سجدے میں
عجز خضوع و خشوع

☆

چاہت تیز شعاع
بھیگتی پلکیں دیکھ رہا ہے
ساجن وقتِ وداع

☆

اُڑ گیا کالا زاغ
رات کی بھوری چادر میں
اجلا اجلا داغ

☆

(غ)

خندہ لب ہیں باغ
تیز ہواؤں کے جھونکے
روشن چہل چراغ

☆

جنگل کے کلاغ
کائیں کائیں کرتے ہیں
کالے گورے زاغ

☆

ہر سو حسن دریغ
بچ کے نکلنا ہے ناممکن
حسن برہنہ تیغ

☆

روشن چہل چراغ
رات کی کالی چادر میں
چھپ جاتے ہیں داغ

☆

چھلک گئے ایاغ
کہساروں پر لہرائیں
صندل چیر کے باغ

☆

کیسے ہوا بلاغ
وقت نے کالے ہاتھوں سے
بانٹ دئے اوجاغ

☆

(ف)

برساتیں کم ظرف
پربت کی اونچی چوٹی پر
پگھل رہی ہے برف

☆

رنگوں کے اصحاف
تتلی پہن کے آئی ہے
اطلس کے زرباف

☆

اپنا اپنا ظرف
اس نے ہم کو لوٹ لیا
جس کی نظریں ژرف

☆

باتوں کے اطراف
سرزد جرم ہوں مفلس سے
اب ہوگا انصاف

☆

پانی پانی برف
ٹپکی کچے چھپر سے
بارش پر ہے حرف

☆

کون گناہ معاف کرے
میل سحر کے چہرے سے
آ کر شبنم صاف کرے

☆

(ق)

ارزاں ہیں اسباق
فطرت کے ہر مکتب میں
بکھرے ہیں اوراق

☆

دیدہ ور آفاق
دیکھ رہا ہے مدت سے
انسانی اعماق

☆

انسانی احقاق
خندہ ہے قسمت کا ستارہ
سُر میں ہے آفاق

☆

انسانی تحقیق
بستر پر بستر ہو جانا
دستورِ تخلیق

☆

قدم قدم زندیق
ایمانوں کے زمرے میں
دہشت کی توثیق

☆

تابندہ اوراق
سَم آلودہ ذہنوں کا
کہیں نہیں تریاق

☆

(ک)

لہروں کا اعماق
ندی کنارے ساحل پر
پھر تیلے قذاق

☆

حیراں نارِ شفق
شہر اداس ہے شب بھر سے
مہر کا چہرہ فق

☆

محفلِ شب کے ہیں ادق قصے
کرب زادوں سے رات بھر سنتے
ماہ و انجم ورق ورق قصے

☆

اب چپ چاپ کھسک
کہساروں کے سینے میں
نفرت کی گندھک

☆

ذہن ہوئے مشکوک
اک مدت سے ماضی کے
قصے ہیں متروک

☆

گلشن میں مت جھانک
گلشن کی ہر بند کلی
جھپک رہی ہے آنک

☆

جلوے ہیں بے باک
روشن جسموں کی شمعیں
ظلمت ہے غم ناک

☆

شبنم ہے نم ناک
آگ لگائے گلشن کو
شعلۂ گل سفاک

☆

پنوں ہے غم ناک
صحراؤں کی سسی کو
ڈھانپ گئی ہے خاک

تارے شال میں ٹانک
چھائی ہیں رخ پر جھریاں
من درپن میں جھانک

☆

گل دستِ سفاک
بادِ بہاراں شعلہ زن
گلشن ہے نمناک

☆

آنکھیں ہیں خوںناک
چھٹ گئی پہلی بارش میں
چہرہ غم کی خاک

☆

کرن کرن بے باک
چاند نے سرس کے پتوں میں
بدلی ہے پوشاک

☆

فیصلہ ہے دوٹوک
چھیڑ دیے ہیں سانسوں نے
ہستی کے اشلوک

☆

بھنور بھنور نم ناک
چھیڑ رہی ہے لہروں کو
کشتی ہے بے باک

☆

برفیلی ٹھنڈک
کہساروں کو پگھلائے
سینے کی گندھک

☆

سینۂ گل صد چاک
عریاں کلیوں کو پہنائے
خوشبو کی پوشاک

☆

نکتہ ہے باریک
اجلے اجلے شہروں میں
آشوبِ تشکیک

☆

کوئی روک نہ ٹوک
سیتا جی کے کانوں میں
چندر کے اشلوک

☆

عرق عرق ہیں آک
صحرا سے ہے چھاؤں عنقا
قدم قدم پر ڈھاک

☆

محنت ہے ان تھک
کھاتے ساہوکاروں کے
چاٹ گئی دیمک

☆

لوگ بہت چالاک
اب مریخ پہ قبضہ ہو
سوچیں ہیں سفاک

☆

ژرف نظر ادراک
ماضی کے ایوانوں میں
کھنڈر ہیبت ناک

☆

آنکھ میں نیند کی جلن اب تک
جانبِ منزلِ وفا پہ نکل
کون سنتا ہے دھوپ کی دستک

(گ)

گردابوں کے راگ
کشتی لیٹی ساحل پر
لہروں کے منہ جھاگ

☆

صدیوں کا ہے سنگ
گاؤں گاؤں کھیتوں کی
فصلیں ہیں نیرنگ

☆

بھاگ مسافر بھاگ
زنداں ایک پٹاری ہے
جس میں کالے ناگ

☆

جب ہوں راہیں تنگ
مایوسی کے میداں میں
قلم سلاحِ جنگ

☆

ذہن پڑے ہیں جاگ
کہساروں کے سینے میں
گندھک کی ہے آگ

☆

حیراں ہے ارژنگ
اتراتی ہے پانی پر
کائی ہریا رنگ

☆

کُھر پے چولہا آگ

صبح سویرے چیخا ہے

دیواروں پر کاگ

☆

تصویرِ گل رنگ

لائے سیمناروں میں

رنگ برنگ ارژنگ

☆

چاٹیں پتھر ناگ

چمقاقوں پر چوٹ پڑے

پتھر اگلیں آگ

☆

چشمِ زمانہ دنگ

اس دنیا کی سرکس میں

روز نرالے رنگ

☆

ساحل ساحل آگ

دریاؤں کے مجمر میں

آگ اُٹھی ہے جاگ

☆

وقت کی خاص امنگ

اپنے ہاتھوں نصب ہوئی

اپنی لوحِ سنگ

☆

شعلے دیپک راگ
لاوہ پھوٹا پربت سے
وادی وادی آگ

☆

حال پریشاں لوگ
قدم قدم پر پرکھا ہے
اپنا اپنا روگ

☆

یوں نہ شہر تیاگ
سفلہ پن تھا شاہوں میں
ماضی گائے راگ

☆

وہم کا دھا گا لے
دشمن گھر میں آیا ہے
آ گا تا گا لے

☆

ذہن سلگتے ہیں
کانٹے گل کی شاخوں پر
بھولے لگتے ہیں

☆

فطرت کی فرہنگ
شاخوں کی شریانوں میں
خون نہیں یک رنگ

☆

ساحل تھامے باگ
بدک گیا پانی کا گھوڑا
لہر بنی تھی ناگ

☆

کیسے مٹتے روگ
دھوپ کی آگ میں جلتے ہیں
صحراؤں کے لوگ

☆

شعلے ہیں بے لاگ
گلزاروں کے آنگن میں
بھڑک رہی ہے آگ

☆

شعلے راگ لگے
چنگاری اُٹھی شہروں سے
جنگل آگ لگے

☆

آنکھ سلگتی ہے
خوشۂ گل کے آنگن میں
اچھی لگتی ہے

☆

یادیں ہم آہنگ
یاقوتی ہونٹوں پر ہیں
قوسِ قزح کے رنگ

☆

(ل)

ملاحوں کی چال
دریاؤں کی موجوں میں
آشوبیدہ حال

☆

لہراتے بادل
جلتی دھوپ کی بارش سے
صحرا ہے جل تھل

☆

جذبوں کی تکمیل
سیاحوں کے مصرف میں
دو قدموں کا میل

☆

پی کے دیس چلی
بادِ خنداں کی نظروں میں
ہر مجبور کلی

☆

شاعر نیک خصال
مقتلِ جاں میں پھینکے گا
خوں آلودہ جال

☆

قدم قدم ابدال
تازہ مچھلی پر پھینکیں
سب چاندی کے جال

☆

خوشبو کے مخمل
صحراؤں میں سوسن کے
لہراتے آنچل

☆

رستے کر تبدیل
جانے موج میں کب آئے
پھر دریائے نیل

☆

کوئی کنکر ڈال
کتنا گہرا ہے قلزم
ناپ ذرا پاتال

ہو گی مشکل حل
بھاگو چارہ کاٹے گی
جیرا جوتے ہل

☆

پریوں کی ترسیل
اندر جی کے کھاڑے سے
خوش مہتابی جھیل

☆

محنت کش بے مول
مالک کی مرضی پر ہے
کھلیانوں کا تول

☆

ساون کے بادل
کھیت میں پیلی سرسوں کے
لہراتے آنچل

☆

آحسبِ معمول
گاؤں کی پگڈنڈی پر
ہیں سوسن کے پھول

☆

دہقانوں کا حال
خرمن پل میں بکھر گیا
رخ پر گردِ ملال

☆

ہستی اک ساحل
آبِ حیات ہے آنکھوں میں
مرنا ہے مشکل

☆

جیسے بحرِ نیل
سیاحوں کے قدموں میں
ہنہ اوڑک جھیل

☆

آنکھوں میں رس گھول
دریا ہے اک قحبہ خانہ
قذاقوں کے ٹول

☆

چلتے جائیں ہل
کھیت کی رانی کے سر پر
زخموں کے آنچل

☆

سرگرداں ہے ڈھول
مہکے نیلے کالر میں
سرخ لبوں کے پھول

☆

عشق سدا بدحال
سوہنی ڈوبی دریا میں
اجڑا ماہیوال

☆

خاک ببولوں پر
گلچیں کی اُٹھی انگلی
نیلے پھولوں پر

☆

کاگا بولے ہے
پی نگری میں آنے والا
پل پل ڈولے ہے

☆

شہروں میں ہلچل
کیسے کوئی قبضہ ہو
چاندی کا جنگل

☆

رقصاں بے عقلی
نقش ابھارے پانی میں
روپہلی مچھلی

☆

کوشش میلوں کی
صحراؤں کے مردوں پر
ڈاریں چیلوں کی

☆

کلیاں ہیں بے کل
بادل برسا خوشبو کا
گلشن ہے جل تھل

☆

کاگا بولے ہے
اونچے گھر کی دیواریں
سایہ ڈولے ہے

☆

اُڑتا رنگ محل
گل نے سر پر اوڑھ لیا
رنگوں کا آنچل

☆

رنگوں کے محلول
جلتی دھوپ میں نکھرے ہیں
صحراؤں کے پھول

☆

ہر دکھ غم سہہ لے
ہریا فصلیں زرد ہوئیں
برکھا سے پہلے

☆

مضطر ہے بادل
خالی پل میں ہو جاتی
پانی کی چھاگل

☆

خوش قسمت ہالی
گندم کے کانوں میں ہے
سونے کی بالی

☆

رنگ چھپائے دھول
مچل رہے ہیں ہونٹوں پر
سرخ لبوں کے پھول

☆

زرد ماہ و سال میں
شاخ برگ برگ ہے
پیڑ کے خیال میں

☆

ٹھاٹھیں مارے نیل
پانی کی سڑکوں پہ ٹہلیں
بیسیوں اسرائیل

☆

کیا قسمت کا پھل
پھیلا فصل کی پلکوں پر
محنت کا کاجل

☆

صحرا ہے بے کل
کون جلائے راتوں کو
ساون کی مشعل

☆

راتیں البیلی
ناکہ باندھے پانی کا
فصلوں کا بیلی

☆

بچنا سخت محال
قدم قدم پھیلائے ہیں
خوشبوؤں نے جال

☆

گلشن کی تحویل
قوسِ قزح کے ہاتھوں سے
رنگوں کی تحلیل

☆

مہکا جمنا جل
سمٹے لہر کی باہوں میں
شب بیدار کنول

☆

کیسا موالی ہے
بازاروں میں لعل بکے
گدڑی خالی ہے

☆

رات جو کالی ہے
چاند نے تیرہ حجرے میں
شمع جلا لی ہے

☆

مست رہتی ہے رنگ رلیوں میں
کہکشاؤں کی اوڑھنی پہنے
چاندنی پھر رہی ہے گلیوں میں

☆

(م)

برفیلے موسم
سیاحوں کے ہاتھوں میں
ہمت کے پرچم

☆

خوشبو کا الزام
بادِ خزاں نے توڑ دیے
پھولوں کے احرام

☆

تیرگیاں تقسیم
شاہِ سحر کی شاہی میں
آئینی ترمیم

☆

بحرِ مسافت کم
لہروں کے ہمراہ چلی
کشتی چار قدم

☆

رنگِ ترنم سے
جلتے ہیں گھر بار بہت
برقِ تبسم سے

☆

جاگ پڑے ہیں غم
گل کی ڈالی ڈالی پر
ٹوٹ پڑی شبنم

☆

منزل ہے دو گام
بن باسی کو اپنائے
سیتا چندر رام

☆

گلشن ہے مظلوم
بادِ خزاں ہے زہریلی
خوشبو ہے مسموم

☆

حجت کا اتمام
ماضی ہے اک آئینہ
چہرہ عکس تمام

☆

خالق کا اکرام
فطرت کی دہلیز پہ آ کے
سورج کرے سلام

☆

رقصِ صنوبر عام
نظروں کو مہکاتی ہے
مینگورہ کی شام

☆

پت جھڑ کا موسم
محفل ہے اشجاروں کی
پتوں کے سرگم

☆

جھوم مسلسل جھوم
حسنِ نمو کا موسم ہے
رعنائی کی دھوم

☆

مستقبل انجام
ماضی مخمل کا بستر
لوگ کریں آرام

☆

نخل ملے پرنم
تیز ہواؤں کے ہاتھوں
برگ ہوئے برھم

☆

خوشبو جذبِ جام
پھول گئے گلچیں کے کارن
غنچے رام کے نام

☆

لرزاں جامِ جم
چاہِ زنخداں پر اتری
بوسوں کی شبنم

☆

تصویریں معدوم
انہونی سی چالیں چلنا
دنیا درسِ بوم

☆

عدم نگر دو گام
راکھ سے بھڑکے ہیں شعلے
سانسوں میں کہرام

☆

حیراں شہرِ عدم
ہنگاموں کے حلقوں میں
مٹی کا ماتم

☆

موت ہے شیریں جام
ابدی ہستی اپنانے
دار ہے ہنگام

☆

(ن)

اہلِ دن نادان
صاحباں نے بھائی پر
یار کیا قربان

☆

پیاسے لاثانی
بادل کی ہے ژالہ باری
جب مانگیں پانی

☆

کوہ برفانی
آبِ شیریں جوئے شیر
کڑوا ہے پانی

☆

دورِ بہت مکران
دروازے پر بیٹھا ہے
خود گھر کا دربان

☆

نقل مکانی پر
بحری قذاقوں کا حملہ
بہتے پانی پر

☆

چارہ گر دہقاں
سانپ کی دم پر رکھے پاؤں
صبح و شام کہاں

☆

رنگوں کی تزئین
کنجِ گلستاں میں پھیلائی
پھولوں کی قالین

☆

خنداں گلشن ہیں
نرم کلائی شاخوں کی
گل کے کنگن ہیں

☆

تیشے کا جوبن
جوئے شیر نکالے گا
خسرو اہلِ فن

☆

دیکھی خوب اُڑان
شاید کوئی طائر آئے
کھل گئے روشن دان

☆

سورج ہے مدفون
شامِ ظلم پریشاں ہے
گردن پر ہے خون

☆

نیند آسمان پر
آنکھ برف کی لگی
دودھیا چٹان پر

☆

عصرِ نو بے چین
کوسوں میلوں پر رقصاں
رخشِ ذوالقرنین

☆

سانسوں میں الجھن
برکھا برسی زوروں سے
پھر بھی حبس گھٹن

☆

خوش ہیں مرد وزن
اونچے اونچے کنگروں پر
دیپ ہوئے روشن

☆

سوہنی کی الجھن
آوے میں پک جاتے ہیں
مٹی کے برتن

☆

بچھڑا ہے ساجن
آنسو ابر کی پلکوں پر
گریاں ہے ساون

☆

شب کے بہرے کان
تاروں کی چیخیں ہے سنتی
سحری کی آذان

☆

پھولوں کے شوقین
کانچ کے گلدانوں میں کرتے
جذبوں کی تزئین

☆

راتوں کے مفتون
مہتابی جلووں کو ترسے
خود شاخِ زیتون

☆

بولے من درپن
گر ہے ذات کا آئینہ
اپنا کر درشن

☆

سگرٹ کا رجحان
کش کی کشش بہت دل کش
ہستی ہے مہمان

☆

حیراں چمنستان
کنج سے بھاگ نکلنے کا
خوشبو کا رجحان

☆

عزمِ سفر آسان
برگد کی حدت کا مداوا
دھوپ کی چھتری تان

☆

ناقد فرزانے
کاغذ کے پنڈالوں میں
شیریں افسانے

☆

ذاتِ لازمان تک
سگرٹوں کی ہے اُڑان
دور آسمان تک

☆

گردابی رجحان
گردابوں کے جبڑے میں
کشتی ہے بے جان

☆

مہتابی جوگن
کالے ناگوں کے سر پر
دیپ کرے روشن

☆

غرقابی امکان
لہروں کی تلواروں سے
کشتی میں ہیجان

☆

رہ سے کرچیاں چن
گھر کو آگ لگانے کی
لوگوں کو ہے دھن

☆

یادش کے احسان
کرچیوں کا فقدان ہوا
زخموں کا بحران

☆

دامانِ کاغان
کہساروں کو شرمائیں
اونٹوں کے کوہان

☆

یادوں کی الجھن
کاٹے نیند کے بستر پر
اک کالی ناگن

☆

پتھر کے انسان
گوتم بدھ کے پروانو
مورتیاں بے جان

☆

کہساروں کے گن
جوئے شیر نکالے گا
تیشے کی ہے دھن

☆

کوا چین کرے
سورج شام کو ڈوب گیا
چڑیا بین کرے

☆

(ں)

شباہت کے زمانوں میں
سلگتی آگ دیکھی ہے
گلابوں کے گھرانوں میں

☆

دستکیں سن رہا ہوں آنگن میں
ایک ہنگام ہے کواڑوں پر
جانے کیسی مہک ہے روزن میں

☆

ذاتِ ہے پرثبات الجھن میں
صحن میں ہے درخت املی کا
زرد پتے گریں گے آنگن میں

☆

دن بھر گھبرائیں
شام ڈھلے اُڑتے پنچھی
گھر کو لوٹ آئیں

☆

آنسو بہادوں کا
چشمۂ آب پہ اترا ہے
طائر یادوں کا

☆

شب کہساروں کی
شام ڈھلے ہوتی روشن
آگ چناروں کی

☆

دہقاں کے بس میں
مٹی میں اُگ آتی ہیں
گندم کی فصلیں

☆

سخت چٹانیں ہیں
شوخ عقاب کے پنجے میں
ننھی جانیں ہیں

☆

ہے مجبور انساں
کچھ اشلوک سناتے ہیں
کچھ قاری قرآں

☆

بہاریں سن کے چکرائیں
گلوں کے قرمزی چہرے
خزائیں چومنے آئیں

☆

کاش سنتے صدا پرندوں کی
کسی شکرے کی آمد آمد ہے
سن رہے ہیں پکار چڑیوں کی

☆

ہے شکوہ ناخداؤں سے
رخ ناؤ پہ کیونکر ہیں
تھپیڑے آبناؤں کے

☆

مت بے متوں سے
جھانکا دھوپ کی رانی نے
سرس کے پتوں سے

☆

جلتی چھاؤں میں
ہنس کر تتلی جھولی ہے
گل کی بانہوں میں

☆

ننھی جان بچائیں
ان پر شکرے جھپٹیں گے
چڑیاں شور مچائیں

☆

ان گنت بجلیاں
گلشنِ زیست میں
عزم کا آشیاں

☆

شامِ غزالیاں
مہکی ہوئی ہیں شام سے
زہرہ جمالیاں

☆

خیموں کی طنابیں
آندھی سے اتر جائیں گی
چہروں کی نقابیں

☆

مغرور ہے لادینی
آنکھوں کی زبانوں کو
ہے شوقِ کتب بینی

☆

رخشندہ کرنیں
پائے مہر میں اٹکی ہیں
نوکیلی کرچیں

☆

لمحے رقص کناں
سبزا کھاڑہ پورا کرتا
اِندر کا ارماں

☆

بے کل تدبیریں
ہیں زندان کے پاؤں میں
آہنی زنجیریں

☆

ہے سہارا کہاں
اب تری یاد ہے
سر پہ کوہِ گراں

☆

کیسی سنگینیں
بند کلی بھی توڑی ہے
ظالم گلچیں نے

☆

جھیل ملی رخشاں
لہروں کے پنڈالوں میں
جلوے رقص کناں

☆

گل رخساروں پر
شام ہوتے ہی جم جاتی
برف چناروں پر

☆

جذبے بھادوں کے
سکھیاں پینگ بڑھاتی ہیں
روز مرادوں کے

☆

سرد ہواؤں کو
تپتی دھوپ میں بے چھت لوگ
ترسیں چھاؤں کو

☆

بند گھرانوں میں
جانے کیونکر چیخا ہے
مچھر کانوں میں

☆

چیخ کنوئیں کی ہے
اک چمنی سے اُڑنے والی
گرد دھوئیں کی ہے

☆

کرب پسندوں کی
قید قفس میں کٹ جاتی
عمر پرندوں کی

☆

سر کہساروں کے
گونجے دور خلاؤں میں
گیت چناروں کے

☆

ابلے رستوں سے
پورن ماشی نے جھانکا
بام کے پتوں سے

☆

خنداں قدموں کو
چومیں پھول بنفشہ کے
رقصاں قدموں کو

☆

تیز شعاعوں میں
کتنے بگولے چکرائیں
گرم ہواؤں میں

☆

ڈاریں ہرنوں کی
آنکھوں سے طے ہوتی ہیں
باتیں کرنوں کی

☆

دید پرستوں سے
ماہِ تاباں کی صحبت
بام کے پتوں سے

☆

سوزاں لمحوں میں
کتنے دیپ سسکتے ہیں
کالے خیموں میں

☆

بھیگ گئیں گھڑیاں
ٹوٹ پڑی ہیں دریا پر
ساون کی جھڑیاں

☆

کچھ گلوں کی پتیاں
اپسراؤں کے لیے
مسکراتی تتلیاں

☆

روشن رستوں کو
پھول بنفشہ کے چومیں
اجلے قدموں کو

☆

پانی شررفشاں
کشتی ڈوبی ساحل پر
لہریں نوحہ خواں

☆

(نی)

آسودہ بینی
ذہن ملے آشفتہ سر
فکرِ سلاطینی

☆

دور ہو لادینی
ہر دم آڑے آتی ہے
فکری مسکینی

☆

کرب کہانی ہے
گل کی لاش پہ شبنم کی
اشک فشانی ہے

☆

شوق کتب بینی
سنسکرت بھی پڑھتے ہیں
مشکل لاطینی

☆

عجز پشیمانی
دودھیا ماہِ تاباں کی
لوحِ پیشانی

☆

دمک ہے برفیلی روشنی میں
سفر سیاحوں نے طے کیا ہے
چمکتے تاروں کی چاندنی میں

☆

(و)

کوئل کی کوکو
دنیا گورکھ دھندا ہے
مینا میں نہ تو

☆

حادثے ہوتے ہیں
کشتی کی غرقابی پر
ساحل روتے ہیں

☆

دوشی ہوتے ہیں
پنگھٹ پنگھٹ جل زادے
کالک دھوتے ہیں

☆

دنیا زشت وخو
رزقِ حلال کے متلاشی
انساں محنت جو

☆

گہرے گھاؤ میں
جل جائے گا من تن دھن
سرد الاؤ میں

☆

صحرا سوتے ہیں
بادل اپنے شانوں پر
پتھر ڈھوتے ہیں

☆

آنسو بوتے ہیں
ساحل کے پہلو میں طوفاں
جب تک سوتے ہیں

☆

پلکوں پر آنسو
سرخ غزالی آنکھوں میں
در آئے آہو

☆

شب بھر سوتے ہیں
گردابوں کی حالت پر
ساحل روتے ہیں

☆

کرنیں بے قابو
دروازے کی درزوں سے
جھانکے ہے خوشبو

☆

جذبے قابو میں
ناری رقصاں کوٹھے پر
دم خم گھنگرو میں

☆

گم سم ہوتے ہیں
شاہی مردے چپ کی چادر
تان کے سوتے ہیں

☆

دشتِ ہاؤ ھو
لاکھ زقندیں بھرتے ہیں
ختن ختن آہو

☆

خوشبوؤں کا کُو
چھن چھنا چھن پائل کی
زخمی ہے گھنگرو

☆

اشک پروتی ہے
گل کو چھیڑے بادِ صبا
شبنم روتی ہے

☆

صحراؤں کی لو
ریگِ رواں کے سینے میں
پکتے ہیں آلو

☆

بے پایاں خوشبو
بادِ صبا سہلاتی ہے
پھولوں کے گیسو

☆

موسم بے قابو
ہنستے پیڑ میں الجھ گئے
کُو کُو کے گیسو

☆

(۵)

انساں چارہ جو
چاند نگر کی سانسوں میں
مٹی کی خوشبو

☆

کرب سموتی ہے
گل کی مخبر بادِ صبا
شبنم روتی ہے

☆

بکھرے ہیں گیسو
نافہ و عنبر سے بڑھ کر
مٹی کی خوشبو

☆

سجناں کی ہے چاہ
آنے والا کب آئے
آنکھیں فرشِ راہ

☆

صبائیں زخم آلودہ
لہو کا پیرہن خوشبو
گلوں کی بات سنجیدہ

☆

ابر پیادہ ہے
صحراؤں کا عریاں تن
دھول لبادہ ہے

☆

ہر خواہش زندہ
پچھلے پہر اداسی ہے
چاند ہے شرمندہ

☆

سوچیں سادہ ہیں
ہم پر خاص نظر ہوتی
دور افتادہ ہیں

☆

سوچیں ہیں آسودہ
دھول جمی ہے ذہنوں پر
ناصح فرسودہ

☆

سورج افتادہ
سوتا شب کی چادر میں
بگڑا شہزادہ

☆

لہریں سنجیدہ
گردابوں میں شور بہت
ساحل آسودہ

☆

گل آمادہ ہے
اس چہرے کی سرخی میں
خون زیادہ ہے

☆

موجیں آئندہ
سلوٹ اجلے بستر کی
راتیں جوئندہ

☆

غنچوں کا دل موہ
بادِ بہاری کے پیچھے
لوگوں کا انبوہ

☆

عمر گزیدہ ہے
اشکِ رواں کی کرن کرن
چشم دریدہ ہے

☆

کرب زمانہ میں
کچھ مجبوری رام نگر
کچھ ننکانہ میں

☆

پربت کرتے اونہہ
برف ہے اجلا آئینہ
سورج دیکھے مونہہ

☆

علم دفینہ ہے
اپنا قصرِ ادب میں شامل
خون پسینہ ہے

☆

چپ اپنا رستہ
کھولتے پول زمانے کے
ہم ہیں لب بستہ

☆

گرم لطیفہ ہے
شاہوں کے درباروں سے
کس کا وظیفہ ہے

☆

سورج دلدادہ
کالا کرتا پہن کے آیا
دن کا شہزادہ

☆

ابر شناسہ ہے
برکھا کو معلوم نہیں
کون پیاسہ ہے

☆

پانی ہوتے ہیں گہرے
آئینے میں عکس کئی
اک چہرے کے سو چہرے

☆

بات تو سادہ ہے
ایک نبی کی باپ سے بھی
عمر زیادہ ہے

☆

(ی)

ذہن بلندی پر
نظریں ہیں افلاک کی جانب
پاؤں سیڑھی پر

☆

شام ہے سہمی سی
بیت گئی ہیں اجلی گھڑیاں
لوٹیں کب پنچھی

☆

جاڑے کی سردی
حرص و ہوس کے جبڑوں میں
کچی مونگ پھلی

☆

روز جھگڑتی ہے
بوس و کنار کی شاخوں پر
چڑیا اُڑتی ہے

☆

کب تلک تیرتی
لہر کے ہاتھ میں
شاخ مرجان کی

☆

لاش کہاں لٹکی
جھول رہا ہے جس پہ انساں
سانسوں کی سولی

☆

مائل بے باکی
کب ہے اپنی بغلوں میں
غیر کی بیساکھی

☆

شیما شا کی ہے
بربادی کی آنکھوں میں
ناگا سا کی ہے

☆

جب کشتی ڈوبی
گردابوں کے آنگن میں
موج اچھلی کودی

☆

کس نے جنگ جیتی
دریاؤں کے پانی پر
جنگ پرندوں کی

☆

خود ململ تانی
بادِ سحر نے ڈھانپی ہے
شب کی عریانی

☆

نکہت کے چرچے
سینۂ گل سے اُٹھے ہیں
خوشبو کے شعلے

☆

(ئی)

محفل اترائی
شاخِ لب سے پھول جھڑے
خوشبو لہرائی

☆

آگ پرائی ہے
دھوپ سے ہاتھا پائی کرنا
فن صحرائی ہے

☆

سوچ میں گہرائی
قیس نے کی ہے قدموں سے
دشت کی پیمائی

☆

روشن غم کی انگنائی
پیلو کی ہر ٹہنی پر
کونپل لہرائی

☆

لکھیں ہائی کو
پہلے جھیل کنارے سے
کھرچیں کائی کو

☆

نئی تصویر بنائی جائے
صرف آواز نہیں وجہ سکوں
کوئی صورت تو دکھائی جائے

☆

شب کی رسوائی
راتوں رات شبستاں سے
بادِ سحر آئی

☆

خوشبو لائی ہے
ہنستے پھولوں کے گجرے
شاخ کلائی ہے

☆

فصل کی انگڑائی
کاشت اگی ہے زخموں کی
چپ ہے شہنائی

☆

ناری مسکائی
شبنم کی رِستی نظریں
گلگوں رعنائی

☆

وقت کی شنوائی
شاخِ لب سے برگ جھڑے
پت جھڑ کیا آئی

☆

ہے بجا تیرہ شبی خود ہی ہٹائی جائے
سر پہ سورج جو کبھی آ جائے
اپنی قد تو نہ گھٹائی جائے

☆

(ے)

حسرت شام ڈھلے
ڈوبتا سورج ہر خواہش
شام میں دفن کرے

☆

جب کھیتی سجرے
نرم کلائی نرما کی
مہکائے گجرے

☆

سوسنی کمرے سے
گھر آنگن سے نکلے ہیں
خوشبو کے جھونکے

☆

نکہت کے نغمے
سینۂ گل پر سجتے ہیں
چاندی کے تمغے

☆

فرصت کے لمحے
عدم کدے میں جا پڑتے
قبروں کے کتبے

☆

شاخوں سے دھلے
نرم کلائی سے اُٹھتے
رنگوں کے شعلے

☆

شہروں میں چرچے
کس چہرے پر باور ہو
چہرے ہیں دہرے

☆

عکس کوئی مہکے
آئینے کے چہرے پر
غازہ تو پھیلے

☆

خواب میں جیتے ہیں
ذہنوں کے بیمار سدا
سگرٹ پیتے ہیں

☆

ہاتھ ہیں گورے گورے
قلم پکڑتے زخمی ہوں گے
نرم انگلی کے پورے

☆

پھرتے ہیں منہ زورے
بوسوں کی تحریریں لکھیں
چہرے کاغذ کورے

☆

کہیں نہ ٹھہرے
غموں کی ڈھلواں چٹان دیکھی
ذرا سا پہلے

☆

کیسے لمحے ہیں
چاند کے ننگے پاؤں میں
کانچ کے ٹکڑے ہیں

☆

دیکھے رقصاں ڈورے
پیوستہ تحریروں سے
آنکھوں کے ہلکورے

☆

دیوی دیکھے گی
نومن سر میں تیل پڑے گا
رادھا ناچے گی

☆

چاند تاروں سے رابطے کتنے
آبلوں نے کبھی نہیں دیکھا
کرچیوں کے ہیں راستے کتنے

☆

کرب چہرے پہ مسکراتے ہیں
پھول کیکر کے دلفریب سہی
خار پاؤں میں کسمساتے ہیں

☆

عشق کا دم کوئی بھرے نہ بھرے
بیکراں دشت ہے محبت کا
قیس بھی راہبری کرے نہ کرے

☆

(ے)

شبنم نیر بہائے
خوشبو عریاں پھولوں کو
شال نئی پہنائے

☆

خواب پرائے ہیں
آئینہ خانے میں آنکھیں
بھول کے آئے ہیں

☆

موسم سنولائے
گلشن کی دہلیزوں پر
خوشبو مہکائے

☆

چاند نگر میں آئے
نینن میں ہے کاجل سرمہ
پریم جگت شرمائے

☆

آئینے یوں نہ سجائے جائیں
وادیٔ سنگ میں آنے والے
راہ سے سنگ ہٹائے جائیں

☆

سورج ڈھلتا جائے
گھٹتا جائے قد انساں کا
بڑھتے جائیں سائے

☆

روودادِ تشکر

سالِ رواں میں حوادثات نے مجھے اپنا ہدف بنائے رکھا۔ ذہنی ناآسودگی کی بنا پر میں اس قابل نہ تھا کہ طبع ہونے والے مجموعہ ہائے کلام پر نظرِ ثانی کر سکتا۔ سید کوثر حسین بخاری اسسٹنٹ ڈائریکٹر ایجوکیشن ڈیرہ غازیخان، محمد جمیل اختر قریشی۔ ڈی۔او۔ کالجز ضلع لیہ اور پروفیسر مہر اختر وہاب صدر شعبہ اُردو گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج لیہ کا احسان مند ہوں جن کی بروقت حوصلہ افزائی نے میری ڈھارس بندھائی جس سے ہائیکو کا مجموعہ ''زخم اجالوں کے'' معرضِ اشاعت میں آیا۔

میں ڈاکٹر ذکیہ نشاط زیدی (کراچی)، پروفیسر قیوم علی طاہر گورنمنٹ کالج نواب شاہ، ڈاکٹر مزمل حسین گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج لیہ، جنابہ فردوس کوثر (نمل یونیورسٹی اسلام آباد) عقیل شید آربی قریشی ہاشمی کا ممنون ہوں جن کی نقد و جرح نے میری نگارشات کو آراستہ و پیراستہ کیا۔

میں ڈاکٹر رشید امجد صدر شعبہ اُردو نمل یونیورسٹی، اسلام آباد کا بھی از حد ممنون ہوں جنھوں نے میری شعری خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے میرے فن اور شخصیت پر ایم۔ اے۔ اُردو کا تحقیقی مقالہ لکھوایا اور مقالہ نگار فردوس کوثر کا شکر گزار ہوں جنھوں نے محنتِ شاقہ سے تحقیق و تنقید کا حق ادا کر دیا۔

شعیب جاذبؔ

عکسِ حیات

اصل نام	ملازم حسینؒ
تخلص	شعیب جاذبؔ
تاریخ پیدائش	یکم مئی 1940ء

مطبوعہ کتب

1-	تفہیم الحسین (ایوارڈ یافتہ)	منقبت
2-	پیاسی چھاگل پیاسے لوگ	غزلیات
3-	دھوپ کا سائباں	غزلیات
4-	ارمغانِ حرم	نعت
5-	قریۂ احساس	غزلیات
6-	زخم اجالوں کے	ہائیکو

زیر طبع

7-	خطیب نوکِ سناں	منقبت
8-	سراج نہج البلاغہ	منقبت
9-	تشنہ بادل صحرا کے	غزلیات
10-	نافہ غزل	غزلیات
11-	عبدِ لاجواب	منقبت
12-	جوازِ کن	نعت
13-	خوشبو کی زنجیر	ہائیکو
14-	آئینہ نقد و جرح	تنقیدی مضامین

15- شعیب جاذبؔ کی غزلیات کا تنقیدی جائزہ
تحقیقی مقالہ، ایم۔اے۔ اُردو، نمل یونیورسٹی (اسلام آباد)

16- کلیاتِ شعیب جاذبؔ (حصہ اول)

رابطہ شعیب جاذبؔ ناز سینما روڈ لیہ

موبائل نمبر: 0300-7512994
موبائل نمبر: 0334-6974007

جاپان کی ہائیکو اب پاکستان اور بالخصوص اردو کی معروف صنف ہے۔ برصغیر میں پیرزادہ قاسم، خواجہ رضی حیدر، سرشار صدیقی، تابش دہلوی اور حسن اکبر کمال نے انگلش کتب کے تراجم پیش کیے بلکہ خود بھی ہائیکو نگاری میں شہرت کمانے کی تگ ودو اور سعی مسلسل کی، جس سے ہائیکو فصیلِ عصرِ نو پر درخشاں اور تابندہ نظر آئی۔ علاوہ ازیں ڈاکٹر محمد امین، ناصر بشیر، بشیر سیفی، خاور اعجاز، کاوش پرتاب گڑھی کے ساتھ ساتھ شعیب جاذبؔ کی ہائیکو معروف رسائل میں شریک اشاعت ہوتی رہیں۔ شعیب جاذبؔ کی ہائیکو بالخصوص قلم قبیلہ کوئٹہ، سہ ماہی گل بکف اسلام آباد اور ماہنامہ ''غنیمت'' لاہور ایسے جدید رسائل کی مسلسل زینت بنی رہیں جنھیں تبصرہ نگاروں نے خوب سراہا۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ پاکستان بالخصوص جنوبی پنجاب میں شعیب جاذبؔ واحد شاعر ہیں جن کی ہائیکو کے **4** مجموعے، زخم اجالوں کے، ''خوشبو کی زنجیر''، ''روشنیوں کے پیڑ'' اور ''اجلے چہرے کالے دل'' مدوّن ہیں، یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ موصوف نے ہائیکو کی 37 بحور میں طبع آزمائی کی ہے۔

سید کوثر حسین بخاری

ایم۔اے۔ایم ایڈ، گولڈ میڈلسٹ

اسسٹنٹ ڈائریکٹر ایجوکیشن ڈیرہ غازی خان

قیمت: 150 روپے